Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ اُردو

ریویو آف ریلیجنز (قادیان)

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

مرتبہ

علی محمدؐ اجمیری

بابت ماہِ ذوالحجہ ۱۳۶۱ سنہ مُطابق ماہِ جنوری ۱۹۴۳ سنہ ء

ماہِ صلح ۱۳۲۲ ھ ش

جلد ۴۲ عدد ۱

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مقاصد و قواعد رسالہ

رسالہ ریویو آف ریلیجنز (اردو) سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۹۰۲ء میں حسب ذیل مقاصد کے پیشِ نظر جاری فرمایا تھا۔

غیر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی فوقیت ظاہر کرنا۔

مخالفین اسلام کے حملوں کا جواب دینا۔

صحیح اسلامی عقائد کی اشاعت و تعلیم دینا۔

یہ رسالہ ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے۔ اگر پندرہ تاریخ تک کسی خریدار کو رسالہ نہ ملے، تو بروقت شکایت موصول ہونے پر رسالہ دوبارہ ارسال کیا جائیگا۔

رسالہ کی سالانہ قیمت اندرونِ ہند تین روپے اور بیرون ہند چار روپے ہے۔ طلباء اور غیر احمدی اصحاب سے رعایتی قیمت اڑھائی روپے لی جاتی ہے۔

خریداران کو دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیئے۔ ورنہ عدم تعمیل یا تعمیل میں تاخیر کی ذمہ واری دفتر پر نہ ہوگی۔

ترسیل زر اور تمام دفتری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہونی چاہیئے۔

یہ رسالہ جماعت احمدیہ کا ایک ہی قومی اردو ماہنامہ ہے، بوجہ علمی مجلّہ ہونے کے اسکے فائل محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ اور ایک وسیع علمی طبقہ کی نظر سے گذرتا ہے۔ اس لئے اس میں اشتہار دینا مفید ہے۔ نرخنامہ اشتہارات حسب ذیل ہے۔

تعداد	ایک ماہ	تین ماہ	چھ ماہ	ایک سال
ایک صفحہ	تیس روپے	اٹھتّر روپے	ایک سو چالیس روپے	دو سو ستّر روپے
نصف صفحہ	اٹھارہ روپے	اڑتالیس روپے	چوراسی روپے	ایک سو پچاس روپے
ربع صفحہ	بارہ روپے	تیس روپے	چوّن روپے	نوّے روپے

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ

ماہنامہ

ریویو آف ریلیجنز (اُردو)

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہلِ مذاہب کا تشحیذ الاذہان

جلد ۴۲ | ماہ ذوالحجہ ۱۳۶۱ھ مطابق ماہ جنوری ۱۹۴۳ء | عدد ۱

فہرست مضامین

بشاراتِ ربّانیہ (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر رؤیا و کشوف) صہ ۲
حضرت مسیح کی بن باپ ولادت اور الوہیت صہ ۳۷
مولوی ثناء اللہ صاحب سے آخری بات صہ ۴۵

مرتّبہ ملک فضل حسین صاحب کارکن صیغہ تالیف و تصنیف

صاحبزادہ عبد المنان صاحب عمر ایم اے
ایڈیٹر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں۔ میں نے انکار کیا، اور کہا کہ مجھے ان کا فوٹو دکھاؤ۔ چنانچہ میر صاحب فوٹو لے آئے۔ دیکھتے ہی میں نے توبہ کی، اور اچھی طرح سے پہچان لیا، کہ اللہ اکبر کی اذان دینے والے حضرت مرزا غلام احمدؑ صاحب ہی ہیں، کیونکہ بال بھر بھی فرق حضرت اقدسؑ کے فوٹو اور اس صاحب میں نہ تھا۔ "حبیب اللہ" یعنی دربار والے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ اذان دینے والے حضرت مسیح موعودؑ۔ چار خاص درباری بائیں جانب والے چار خلفاء اور باقی دیگر صاحب فضیلت لوگ تھے۔ میں نے اسی وقت کارڈ لے کر بیعت کی، اور اس طرح سے امام مہدی کو پالیا۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک جانب غرب تھی۔ حضرت مسیح موعودؑ کا منہ جانب غرب، اور باقی سب درباری بائیں جانب تھے۔

میں اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر حلفیہ بیان کرتا ہوں، کہ جو کچھ میں نے اوپر تحریر کیا، بالکل درست ہے، اور ایک شوشہ بھی کم و بیش نہیں ہے۔

بیان جناب ڈاکٹر عمر الدین صاحب پنشنر سابق محاسب انجمن احمدیہ نیروبی (مشرقی افریقہ) حال گجرات (پنجاب)

میں نے دو خوابوں کی بناء پر خدا کے فضل و کرم سے ۳۰ جون ۱۹۰۵ء کو کرنگو (مشرقی افریقہ) سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بذریعہ خط بیعت کی تھی۔ اور پھر میں نے خود حضور کی خدمت میں قادیان شریف حاضر ہو کر بیعت کی تھی۔ یہ دونوں خوابیں مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) ۱۹۰۴ء میں میں مورانی ہسپتال یوگنڈا ریلوے میں کام کرتا تھا۔ میں نے خواب میں دیکھا، کہ ایک شخص سبز لباس میں جلال کے ساتھ گھوڑے پر سوار ہے، اور مغرب سے آرہا ہے۔ ہر ایک چیز اس بزرگ انسان کے آگے سرنگوں ہوتی جارہی ہے۔ جب وہ میرے گھر کے پاس آیا، تو میں بھی اور ایک اور آدمی کی نہایت ادب سے سرنگوں ہو گیا۔ میرا مکان بھی جھک گیا۔ اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہ شخص مشرق کی طرف بڑھتا چلا گیا، اور ہر چیز بدستور جھکتی چلی گئی۔ ایک سفید ریش آدمی نے ظاہر ہو کر کہا، کہ یہ صاحب مرزا صاحب قادیانی ہیں۔ اس کے بعد بندہ بیدار ہو گیا۔

(۲) ابتدا ۱۹۰۵ء میں جب مَیں کرنگو ہسپتال (مشرقی افریقہ) کا انچارج تھا، تو اکثر مجھے سچی خوابیں آتی تھیں۔ اور مَیں نماز تہجد میں غیر معمولی رقت اور درد سے گداز ہو جاتا تھا۔ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا، کہ ایک سبزہ زار اور اسقدر بلند پہاڑی کی چوٹی سے گذرنے لگا ہوں، جس کے نیچے نہ پانی دکھائی دیتا ہے نہ خشکی۔ اور راستہ چلنے کا اسقدر تنگ اور خطرناک ہے کہ میرے پاؤں لڑکھڑانے لگے، اور مَیں تنکوں کا سہارا لینے کے لئے گھبرا کر بیٹھ گیا۔ اُس وقت مجھ پر اسقدر ہیبت طاری ہوئی، کہ میرا وجود کانپنے لگا۔ اتنے میں مَیں نے دیکھا، کہ بہت سے آدمی اسی راستہ سے بے دھڑک اچھلتے کودتے میرے پاس سے گذرنے شروع ہو گئے، تب مَیں بھی ان کے پیچھے ہو لیا، اور اس راستہ سے گذر گیا۔ ہم سب ایک باغ میں جا پہنچے، جس میں وضو کی جگہ تھی۔ وہاں سب نے وضو کیا، اور ایک مسجد میں جو اسی باغ میں تھی، داخل ہو گئے۔ انمیں سے ایک امام بن گیا، اور نماز ادا کی گئی۔ یہ سب لوگ شروع ہی سے خاموش تھے، اور آپس میں کوئی بات چیت نہ کرتے تھے۔ مگر اپنے حال میں بہت خوش تھے۔ نماز کے بعد دریافت کرنے سے ایک آدمی نے صرف اسقدر کہا، کہ امام الصلوٰۃ حضرت مرزا غلام احمدؐ قادیانی تھے۔ اس کے بعد مَیں بیدار ہو گیا۔

یہ میری خوابوں کا صحیح مفہوم ہے ؁

بیان جناب غلام قادر صاحب قیصرانی بلوچ سکنہ کوٹ قیصرانی ضلع ڈیرہ غازیخاں

مَیں اللہ جل شانہٗ کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس پر افترا کرنا لعنتیوں کا کام ہے، کہ مندرجہ ذیل واقعات بالکل صحیح ہیں۔ اگر میں نے انمیں کچھ گھٹایا یا بڑھایا ہو، تو خدا کا غضب مجھ پر اس دنیا میں بھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور آخرت میں بھی نازل ہو۔ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔

(۱) اگرچہ بوجہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اسلامی خدمات کے ایک حد تک آپکی عزت میرے دل میں تھی، مگر مجھے آپکے دعاوی سے اختلاف تھا۔ اور میں پہلا شخص ہوں، جس نے کوٹ قیصرانی میں مخالفانہ لٹریچر تردید احمدیت میں مہیا کیا۔ ایک دن کا ذکر ہے، کہ ہماری مسجد میں سردار شمشیر محمد خاں صاحب احمدی مرحوم سے تبادلہ خیالات ہوا۔ اثنائے بحث میں مجھے سخت جوش آگیا۔ بحث ختم کر کے مَیں مسجد کے اندر ادائے نماز ظہر کے لئے چلا گیا۔ مسجد خالی تھی۔ سب لوگ نماز پڑھ کر جا چکے تھے۔ چونکہ میری حالت جوش کی تھی، اور خون جوش مار رہا تھا، اِس لئے مَیں بیٹھ گیا تاکہ سکُون کی حالت پیدا ہو جاوے، اور مَیں پھر نماز ادا کروں۔ اسی اثناء میں میرے اندر سے آواز آنے لگی، کہ اُٹھ اور بیعت کر۔ ایسا معلوم ہوتا تھا، کہ ایک زبردست طاقت مجھے قبولِ احمدیت کے لئے ابھار رہی ہے۔ میں اس حالت کا نقشہ کما حقہ نہیں کھینچ سکتا۔ یا تو اس حالت کو مَیں جانتا ہوں یا خداوند دانائے راز۔ چند منٹ یہ حالت طاری رہی۔ مگر مَیں بدقسمتی سے اسے شیطانی تحریک سمجھ کر اُسدن قبولِ احمدیت سے محروم رہا جس کا مجھے سخت افسوس ہے۔

(۲) ایک دن سردار شمشیر محمد خاں صاحب موصوف سے بحث ہوئی۔ باوجودیکہ مَیں نے کبھی حضرت مسیح موعودؑ کے حق میں کوئی بے ادبی کا کلمہ استعمال نہیں کیا تھا، مگر بدقسمتی سے اس دن کچھ ناشائستہ کلمات میرے منہ سے نکل گئے۔ رات کو عشاء کی نماز پڑھ کر جب مَیں گھر میں آکر سویا، تو عین بیداری میں میری چھاتی پر بوجھ سا محسوس ہونے لگا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا، کہ ایک فرشتہ ہے، جو میری چھاتی پر چڑھا بیٹھا ہے، اور میرے گلے کو دبائے ہوئے ہے۔ اور کہتا ہے، کہ پھر بھی مرزا صاحب کو گالیاں دوگے؟ مَیں اُسوقت ایک زبردست طاقت کے ہاتھ میں تھا، اور سخت بے بس۔ بہت گھبرایا، مگر کچھ بنائے نہیں بنتی تھی۔ چند منٹ کے بعد یہ حالت جاتی رہی، اور میں نے اطمینان کا سانس لیا۔ صبح کو میں نے اس حالت کا ذکر اپنے والد صاحب سے کیا، جو غیر احمدی تھے۔ وہ کہنے لگے، کہ یہ شیطانی باتیں ہوتی ہیں، اِن کا خیال چھوڑ دو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۳) مَیں تحقیقِ احمدیت میں مصروف تھا۔ اور یہ وہ زمانہ تھا، کہ جب خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو خلافِ شرع دعوتِ مباہلہ دے کر اجمیر میں جاکر مقابلہ کے لئے بلا چکے تھے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا جواب بھی میری نظر سے گذر چکا تھا، جس نے بڑی حد تک میرے لئے راستہ صاف کر دیا تھا۔

ایک دن منشی اللہ یار صاحب احمدی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک کتاب لا کر دی جس کا نام یاد نہیں۔ مَیں اسے پڑھتے ہوئے اس مقام پر پہنچا، جہاں حضرت اقدسؑ تحریر فرماتے ہیں، کہ

"اے مولیٰ کریم! اگر مَیں تیری نگاہ میں مردود اور کاذب ہوں، تو مجھے تباہ و برباد کر ڈال، تا کہ لوگ اس فتنہ سے بچ جاویں۔ اور اگر میرے ساتھ تیری وہی دوستی ہے، جو عیسیٰؑ، موسےٰؑ، ابراہیمؑ اور آنحضرت صلعم سے تھی، تو مجھ پر اپنی رحمتیں نازل فرما۔" (الخ مفہوم)

رؤیا اور مکاشفات اور حضرت اقدسؑ کی کتب کے پڑھنے سے میں احمدیت کے قریب ہو چکا تھا، جب یہ عبارت پڑھی، تو میرے اندر ایک بجلی کی سی لہر پیدا ہوئی، کہ کیا ایک مفتری اور کاذب ایسی جرأت کر سکتا ہے؟ مجھے ایسا معلوم ہوا، کہ کسی زبردست طاقت نے مجھے اٹھایا۔ اور میرے گلے میں رسہ ڈالا گیا، اور مجھے کشاں کشاں مسجد احمدیہ میں لیجایا گیا، اور بعیت تحریر کر دی گئی۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں، کہ مَیں اپنے ارادہ سے نہ گیا تھا، بلکہ مجھے مسجد احمدیہ میں لانے والی کوئی اور طاقت تھی۔ مَیں خود بھی حیران تھا، کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مجھے فرشتے زبردستی پکڑ کر لیجا رہے ہیں۔ مَیں اس کیفیت کو بھول نہیں سکتا، اور نہ الفاظ میں بیان کر سکتا ہوں۔

(۴) جب مَیں احمدی ہو گیا، تو ایک رات خواب میں کیا دیکھتا ہوں، کہ ایک پنگھوڑے میں دو معصوم بچے ایک ہی رنگ ڈھنگ اور شکل و شباہت کے سوئے ہوئے ہیں، جن میں تمیز نہیں ہو سکتی۔ مجھے بتلایا گیا، کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ مسیح موعود علیہ السلام۔ صرف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اتنا فرق تھا، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روئے مبارک میں ذرا سرخی کی جھلک زیادہ تھی۔

(۵) پھر ایک رات عالم رؤیا میں دیکھا، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود م تشریف فرما ہیں۔ قبلہ رُخ بیٹھے ہیں۔ عمر قریباً بارہ بارہ برس کی ہے۔ شکل وشباہت میں کچھ بھی فرق نہیں۔ انکی خدمت میں بہت سے لوگ ایک حلقہ یعنی دائرہ کی صورت میں بیٹھے ہیں۔ اور ان کے آگے سرخ اور سبز وغیرہ رنگ کی مجلد کتابیں ہیں۔ مجھے بتلایا گیا، کہ یہ کتابیں عقبیٰ میں اُن لوگوں کو ملی ہیں یا ملیں گی (غالباً ملی ہیں کہا گیا) جنہوں نے اس دنیا میں حضرت مسیح موعود مرزا صاحب کی تائید میں کتابیں لکھی ہیں۔ اس حلقہ اور دائرہ سے باہر ایک شخص ایک درخت پر چڑھا ہوا خواجہ میاں محمود تونسوی کی تعریف میں کچھ گا رہا تھا۔ میں نے اسے کہا، ٹکڑ پیری (خوشامد) مت کرو۔ اور ابھی بہت سے لوگ اس حلقہ سے باہر موجود تھے۔ مجھے معلوم ہوا، کہ یہ سب لوگ حلقہ محمدیت یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دائرہ سے خارج ہیں۔

عرصہ دراز گذر جانے سے ممکن ہے، کہ کوئی لفظی تغیر آگیا ہو، مگر مفہوم جملہ تحریر بالا کا یہی تھا جو لکھ دیا گیا۔ وَاللّٰہُ عَلٰی مَا اَقُوْلُ شَہِیْدٌ ۞

بیان حکیم عبدالخالق صاحب ساکن ڈیرہ غازیخان

میں خدا تعالیٰ کو حاضر وناظر جان کر اقرار کرتا ہوں، کہ جو کچھ میں نے ذیل میں لکھا ہے، اس میں اپنی طرف سے کچھ کم یا زائد نہیں کیا۔ اگر کچھ کم یا زائد کیا ہو، تو خدا تعالیٰ کا اس دنیا اور آخرت میں مجھ پر غضب نازل ہو۔

ابتدائً مجھ کو مولوی نظام الدین صاحب رنگ پوری اور دیگر احمدی بزرگان ساکن بستی رنداں کے ذریعہ احمدیت کی تبلیغ ہوئی۔ مگر نہایت شکوک میں تھا۔ ایک رات میں اسی معاملہ میں سوچتا ہوا سو گیا، تو خواب میں دیکھا، کہ نہایت سخت اندھیرا تمام روئے زمین پر چھایا ہوا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہانتک کہ مَیں اپنے جسم کو بھی نہیں دیکھ سکتا۔ پھر یکلخت سخت روشنی ہوگئی۔ اور تیز ہوا اور آندھی چل رہی تھی۔ مجھ کو تمام آسمان اور زمین نہایت روشن نظر آنے لگے۔ مَیں حیران تھا، کہ یہ روشنی کہاں سے آرہی ہے۔ پھر میری نظر آسمان پر ایک بادل پڑی، جس سے روشنی نکل رہی تھی۔ یہ بادل قادیان کی سمت میں تھا۔ مَیں نے صبح کو اس خواب کی تعبیر تعبیر نامہ میں دیکھی۔ اس سے معلوم ہوُا، کہ کوئی شخص اس دنیا میں ایسا موجود ہے یا پیدا ہوُا ہی جو امام یا مصلح وقت ہے۔ اِس پر مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر یقین ہوگیا۔ چنانچہ میں نے بیعت کر لی، اور قادیان جاکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی۔ یہ ۱۹۰۶ء کا واقعہ تھا ؛

بیان میاں اللہ دتا خاں صاحب ساکن بستی رِنداں ضلع ڈیرہ غازی خاں

مَیں خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر اقرار کرتا ہوں، کہ جو کچھ مَیں نے ذیل میں لکھوایا ہے، اس میں اپنی طرف سے کچھ کم یا زائد نہیں کیا۔ اگر کچھ کم یا زائد کیا ہو، تو خدا تعالیٰ کا اس دنیا اور آخرت میں مجھ پر غضب نازل ہو۔

مجھ کو مولوی محمدؐ ابوالحسن صاحب سکنہ بستی بُزدار نے تبلیغ کی، کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ظاہر ہوگئے ہیں۔ انکی اس بات کو سُن کر مَیں نے خیال کیا، کہ یہ بات صحیح نہیں، کیونکہ عیسےٰ تو آسمان پر ہیں۔ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ یہ زمین سے پیدا ہو کر سچا ہو جائے ؟ پھر چند روز کے لئے میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور حقیقتِ حال کے انکشاف کیلئے دعائیں کیں۔ تب موسم بہار ماہ چیت سنہ ۱۹۰۱ء میں جمعرات کی رات کو مَیں نے خواب میں دیکھا، کہ کوئی شخص آواز دے رہا ہے، کہ "اے میاں ! شخص مہدی آون والا ایہو اے، جیہڑا آچکا" یعنی اے میاں ! شخص مہدی جو آنیوالا تھا، یہی ہے۔ یہ آواز تین دفعہ دوہرائی گئی۔ اِس کے بعد صبح کو جمعہ کی نماز پڑھنے کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وقت مَیں نے بیعت کا خط تحریر کر دیا۔ اور پھر ماہ مئی ۱۹۰۱ء میں خود حاضر ہو کر بیعت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر کی۔

جس وقت مَیں قادیان گیا، میرے ساتھ محمد عظیم خاں والہ بخش خان بدنبھی تھے۔ ہم نے وہاں ایک رات بعد نماز عشاء دیکھا، کہ آسمان میں یکدم روشنی پیدا ہو گئی۔ یہ روشنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکان پر چھا رہی تھی۔ صبح کی نماز کے وقت جب ہم نماز پڑھنے گئے، تو معلوم ہوُا، کہ اسی رات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوُا:۔

"نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَتْحٌ قَرِيْبٌ"

جس وقت قادیان سے واپس آنے لگے، تو حضرت اقدس سے اجازت طلب کی، اور ساتھ ہی ہم نے ذکر کیا، کہ لوگ اب ہم کو بہت تنگ کریں گے اور ہماری مخالفت کریں گے۔ حضور ہمارے لئے دعا کریں۔ تب حضور نے فرمایا، کہ جو شخص تمہارے ساتھ بدگوئی کرے گا، اس کا گلا بند ہو جائیگا۔ پھر جب ہم مظفر گڑھ کے ضلع میں بمقام خان گڑھ آئے، تو راستہ میں ایک عورت ملی۔ اس کو ہم نے مسیح موعود کی خبر سنائی، تو اس نے کہا، کہ مَیں نے رات کو خواب میں دو شخص تمہاری شکلوں میں دیکھے تھے، جو سبز پوشاک پہنے ہوئے تھے۔ یہ مجھے پکڑ کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر لے گئے۔ تم کو دیکھ کر مجھے معلوم ہوتا ہے، کہ وہ تم دونوں ہی ہو، کیونکہ تمہاری شکل اُن دونوں سے ملتی ہے۔ اور کہا، کہ میری بیعت کے لئے لکھدو۔ اگر تم نے نہ لکھا، تو تم گواہ رہو، کہ قیامت کے دن مَیں تمہاری دامنگیر ہونگی۔

اس کے بعد بمقام مکوکی اترا ضلع مظفر گڑھ پہنچے، تو میاں اللہ بخش مکوکی جو ہمارا ہم درس اور ذیلدار کا لڑکا تھا، اس کو بھی ہم نے حضرت مسیح موعودؑ کا پیغام پہنچایا۔ وہ اپنے ایک مولوی کو جو اہلحدیث تھا، لایا۔ مسجد میں بیٹھ گئے اور گفتگو شروع ہوئی۔ تب ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ فرمان اپنی آنکھوں سے پورا ہوتا دیکھا، کہ بدگوئی کرنے والے کا گلا بند ہو جائے گا۔ چنانچہ اس فرمان کے عین مطابق اُس اہلحدیث کا گلا بند

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوگیا۔ ذیلدار کے لڑکے نے ہی مولوی کو یہ کہہ کر مسجد سے نکال دیا، کہ تم نے مسجد میں پاکوں کی بدگوئی کی ہے۔

بیان جناب قاضی محبوب عالم صاحب مالک راجپوت سائیکل ورکس نیلہ گنبد لاہور

مَیں جب طالب علم تھا، اور آٹھویں جماعت میں پڑھتا تھا۔ تو حنفیوں اور وہابیوں کی لاہور میں بہت بحث ہوا کرتی تھی۔ مَیں حنفی المذہب تھا۔ مجھے شوق پیدا ہُوا، کہ وہابیوں کی مسجد میں جاؤں۔ چنانچہ میں نے چینیاں والی مسجد میں جانا شروع کیا۔ جب مَیں انکی مجلس میں بیٹھا، تو مجھے معلوم ہُوا، کہ وہ قال اللہ اور قال الرسول کے سوا کچھ نہیں کہتے۔ میری طبیعت کا رجحان اہلحدیث کی طرف ہوگیا۔ بعض اوقات وہابیوں کی مجلس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بھی ذکر آجایا کرتا تھا، کہ وہ کافر ہیں، اور ان کا دعویٰ مسیحیت اسلام کے خلاف ہے طبعاً مجھے پھر اس طرف توجہ ہوئی۔ چنانچہ مَیں ماسٹر ولی اللہ صاحب ولد بابا ہدایت اللہ صاحب ساکن کوچہ چابک سواراں کی خدمت میں، جو احمدی تھے جانے لگا۔ اور ان سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق کچھ معلومات حاصل کیں۔ انہوں نے مجھے استخارہ کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ چنانچہ مَیں نے ان سے طریق استخارہ سیکھا۔ اور دعائے استخارہ یاد کرکے استخارہ کیا۔ دوسری رات دو بجے مَیں ابھی استخارہ کی دعا پڑھ کر سویا ہی تھا، کہ رؤیاء میں مجھے کسی شخص نے کہا، کہ آپ اٹھ کر دوزانو بیٹھیں، کیونکہ آپ کے پاس حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لارہے ہیں، اور مجھے زینہ سے کسی آدمی کے چڑھنے کی آواز بھی آئی۔ مَیں رؤیاء مَیں دوزانوں بیٹھ گیا۔ اتنے میں مَیں نے دیکھا، کہ ایک نہایت متبرک انسان سفید لباس میں ملبوس آئے ہیں، اور انہوں نے ایک بازو سے حضرت مرزا صاحب کو پکڑ کر میرے سامنے کھڑا کردیا۔ اور فرمایا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"هٰذَا الرَّجُلُ خَلِيفَةُ اللّٰهِ فَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا"

(ترجمہ - یہ شخص اللہ کا خلیفہ ہے پس اسکی سنو، اور اطاعت کرو۔ مرتب)

پھر وہ واپس تشریف لے گئے۔ حضرت صاحبؑ میرے پاس کھڑے ہو گئے، اور اپنی ایک انگلی اپنی چھاتی پر مار کر کہا:۔

ایہو رب خلیفہ کیتا، اِسنوں مہدی جانو۔

پھر ایک اَور نظم کی رباعی بھی پڑھی، جو میں بھول گیا۔ اس کا مطلب بھی یہی تھا، کہ مَیں مسیح موعود ہوں۔ اِس کے بعد میں بیدار ہو گیا۔ صبح میں بجائے سکول جانے کے قادیان کی طرف روانہ ہو گیا۔ گاڑی بٹالہ تک تھی، اور قریباً شام کے وقت پہنچی تھی۔ مَیں بٹالہ کی مسجد میں (جو اڈے کے سامنے چھوٹی سی ہے) نماز پڑھنے کے لئے گیا۔ مغرب کی نماز پڑھ رہا تھا، کہ لوگوں نے پوچھا، کہ آپ کہاں سے آئے ہیں اور کہاں کا ارادہ ہے؟ مَیں نے کہا، لاہور سے آیا ہوں اور قادیان جانے کا ارادہ ہے۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بہت گالیاں دیں، اور مجھے قادیان جانے سے روکا۔ جب مَیں نے اپنا مصمم ارادہ ظاہر کیا، تو انہوں نے مجھے مسجد سے نکال دیا۔ مَیں اڈہ میں آ گیا۔ مگر کچھ لوگ اڈہ پر بھی میرے پیچھے آئے، اور مجھے ہر چند قادیان جانے سے روکا۔ اور کہا، کہ اگر تم طالب علم ہو، تو ہم تمہیں یہاں بڑے میاں کے پاس بٹھا دیں گے، اور تمہاری رہائش اور لباس کا بھی انتظام کر دیں گے۔ مگر میں نے عرض کیا، کہ مَیں پہلے ہی لاہور میں پڑھتا ہوں۔ اس لئے مجھے یہاں پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ مَیں قادیان میں حضرت مرزا صاحبؑ کی زیارت کے لئے جا رہا ہوں۔ اِس پر انہوں نے زیادہ مخالفت شروع کی۔ مگر میں نے پروا نہ کی، اور قادیان کیطرف شام کے بعد ہی چل پڑا۔ اندھیرا بہت تھا۔ رات کا کافی حصہ گذر چکا تھا۔ اور راستہ پہلے دیکھا ہُوا نہیں تھا، مَیں غلطی سے ایک چراغ کی روشنی دیکھ کر جو دُور جل رہا تھا، مسانیاں چلا گیا۔ وہاں نماز عشاء ہو چکی تھی۔ ایک آدمی مسجد میں بیٹھا ذکر الٰہی کر رہا تھا، اسنے مجھ سے پوچھا، کہ آپ کہاں جائیں گے اور کہاں سے آئے ہیں؟ میں نے کہا، لاہو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے آیا ہوں، اور حضرت مرزا صاحب کو ملنا چاہتا ہوں۔ اس نے جواباً کہا، کہ یہ تو مسانیاں ہے، قادیان نہیں ہے۔ قادیان یہاں سے دُور ہے۔ تم اِسوقت یہاں سو جاؤ، صبح کے وقت جانا۔ رستہ مخدوش ہے۔ چنانچہ مَیں وہاں مسجد میں ہی لیٹ گیا۔ اور چار بجے کے قریب جب چاند چڑھا، تو میں نے اس شخص کو کہا، کہ مجھے رستہ دکھا دو۔ وہ مجھے وڈالہ تک چھوڑ گیا، اور سڑک دکھا گیا۔ مَیں نے صبح کی نماز نہر پر پڑھی، اور سورج نکلنے کے بعد قادیان پہنچ گیا۔ قادیان کے چوک میں جا کر مَیں نے ایک شخص سے پوچھا، کہ بڑے مرزا صاحب کہاں ہیں؟ اس نے کہا کہ نہا کر وہاں سامنے مکان کی حویلی میں تخت پوش پر بیٹھے حقہ پی رہے ہیں۔ مَیں سنتے ہی آگے بڑھا، تو مَیں نے دیکھا کہ ایک معمر شخص نہا کر تخت پوش پر بیٹھا ہے، اور بدن بھی ابھی اس کا گیلا ہی ہے، اور حقہ پی رہا ہے۔ مجھے بہت نفرت ہوئی، اور قادیان آنے کا افسوس ہوا۔ مَیں مایوس واپس ہوا۔ موڑ پر مجھے شیخ حامد علی صاحب ملے۔ انہوں نے پوچھا، کہ آپ کس جگہ سے تشریف لائے ہیں اور کس کو ملنا چاہتے ہیں؟ مَیں نے کہا، مَیں نے جسکو ملنا تھا اس کو مَیں نے دیکھ لیا ہے، اور اب واپس لاہور جا رہا ہوں۔ اِس پر انہوں نے فرمایا، کہ کیا آپ مرزا صاحب کو ملنے کے لئے آئے ہیں، تو وہ یہ مرزا نہیں ہیں، وہ اَور ہیں۔ آیئے میں آپکو ان سے ملا دیتا ہوں۔ اب میری جان میں جان آئی، اور مجھے کسی قدر تسکین ہوئی۔

شیخ حامد علی صاحب نے فرمایا، کہ آپ ایک رقعہ لکھ دیں۔ مَیں اندر حضرت صاحب کو پہنچا دیتا ہوں۔ چنانچہ میں نے پنسل کے ساتھ ایک رقعہ لکھا۔ جس میں میں نے مختصراً یہ لکھا، کہ مَیں طالب علم ہوں۔ لاہور سے آیا ہوں۔ زیارت کرنا چاہتا ہوں۔ اور آج ہی واپس جانے کا ارادہ ہے۔ حضور نے اس کے جواب میں کہلا بھیجا۔ کہ مہمانخانہ میں ٹھیریں، اور کھانا کھائیں۔ ظہر کی نماز کے وقت ملاقات ہوگی۔ اِسوقت مَیں ایک کتاب لکھ رہا ہوں، اور اس کا مضمون میرے ذہن میں ہے۔ اگر میں اِس وقت ملاقات کیلئے آیا، تو ممکن ہے وہ مضمون میرے ذہن سے اتر جائے۔ اس لئے آپ ظہر کی نماز تک انتظار کریں۔ مگر مجھے اِس جواب سے تسلی نہ ہوئی۔ مَیں نے دوبارہ حضرت کو لکھا، کہ مَیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بشاراتِ ربانیہ

یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی صداقت پر رؤیاء و کشوف

وحی و الہام ایک وراء الورٰی روحانی حقیقت ہے، اور عقل کی انتہاء الہام کا نقطۂ آغاز ہے۔ اب ظاہر ہے، کہ اس کا سمجھنا کسقدر مشکل ہے۔ لیکن اس دشواری کے باوجود انبیاء کے دعوے کی بنیاد اسی وحی و الہام پر ہوتی ہے، اور اس دعویٰ کو ماننا ہر شخص کے لئے ضروری ہوتا ہے، اور اسی پر مدارِ نجات ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اور ان لوگوں پر جو اس دعویٰ کو ماننے کے لئے مکلّف ہوتے ہیں، کشوف، الہامات اور خوابوں کا دروازہ کھولدیتا ہے، اور انکی رہ نمائی کے لئے غیب سے تائید و نصرت کے سامان مہیا فرماتا ہے، اور کشوف و رؤیاء دکھا کر تجربات اور مشاہدات کی روشنی سے انکی راہبری کرتا ہے، اور اس راہ سے ان کو بتاتا ہے، کہ وحی و الہام کا تخم ہر انسان میں داخل ہے۔ پھر اگر کسی فردِ کامل میں اس کا کامل ظہور ہو جاتا ہے، تو اسکا انکار سراسر غلطی ہے۔

انبیاء کی بعثت بارش سے مشابہت رکھتی ہے۔ اور وحی و الہام کی بارش سے جو اُن پر برستی ہے، دوسرے ابنائے زمانہ پر بھی کچھ چھینٹے پڑ جاتے ہیں۔ یا یوں سمجھ لیا جائے، کہ جس طرح آفتاب کا طلوع رات کی تاریکیوں کو پھاڑ دیتا ہے، اسی طرح نبی کا ظہور دلوں کو منور کر دیتا ہے، اور انسانی طبائع کی روحانی غفلتوں کو دور کر کے انہیں مستعد بنا دیتا ہے۔

حدیث میں آتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اَلْمُؤْمِنُ یَرٰی وَ یُرٰی لَہٗ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تمام رات مصیبت کاٹ کر یہاں پہنچا ہوں، اور زیارت کا خواہش مند ہوں۔ مجھے اسی وقت شرف زیارت سے سرفراز فرمائیں۔ تب حضور نے مائی دادی کو کہا، کہ انکو مسجد مبارک میں بٹھاؤ، میں انکی ملاقات کے لئے آتا ہوں۔ مجھے وہاں کوئی پندرہ منٹ بیٹھنا پڑا۔ اس کے بعد حضور نے مائی دادی کو بھیجا، کہ انکو اس طرف بلا لو۔ حضرت صاحب اپنے مکان سے گلی میں آگئے۔ اور مَیں بھی اُس گلی میں آگیا۔ دور سے میری نظر جو حضرت صاحب پر پڑی، تو رؤیا میں جو شخص مجھے دکھایا گیا، حضور کا بعینہٖ وہی حلیہ تھا۔ آپ کے ہاتھ میں عصا بھی تھا، اور سر پر پگڑی بھی تھی۔ گویا تمام وہی حلیہ تھا۔ اس سے قبل مجھے مائی دادی کی معرفت معلوم ہؤا تھا، کہ حضرت صاحب کپڑے اتار کر تشریف فرما ہیں۔ مگر چونکہ اللہ تعالیٰ کو مجھے رؤیا والا نظارہ دکھانا منظور تھا، اس لئے حضور نے جو لباس زیب تن فرمایا، وہ بالکل وہی تھا، جو مَیں نے رؤیا میں دیکھا تھا۔

مَیں حضرت صاحب کی طرف چل رہا تھا، اور حضرت صاحب میری طرف آرہے تھے۔ گول کمرے کے دروازہ سے ذرا آگے میری اور حضرت صاحب کی ملاقات ہوئی۔ میں نے حضرت صاحب کو دیکھتے ہی پہچان لیا، کہ یہ خواب والے بزرگ ہی ہیں۔ اور سچے ہیں۔ مَیں حضورؑ سے بغلگیر ہو گیا، اور زار زار رونے لگا۔ مَیں نہیں سمجھتا، وہ رونا مجھے کہاں سے آیا اور کیوں آیا۔ مگر مَیں کئی منٹ تک روتا رہا۔ حضور مجھ سے فرماتے تھے، صبر کریں، صبر کریں۔ جب رونا ذرا تھم گیا، اور مجھے ہوش آیا، تو حضور نے مجھ سے پوچھا، کہ آپ کہاں سے آئے ہیں؟ مَیں نے عرض کیا، لاہور سے۔ حضور نے فرمایا، کیوں آئے ہیں؟ مَیں نے کہا، زیارت کے لئے۔ . . .

بیان جناب حکیم شاہ عبدالہادی صاحب موضع جندور ضلع مونگھیر

ہمارا خاندانی شجرہ حضرت مخدوم شاہ شرف الدین یحییٰ منیری بہاری سے ملتا ہے۔ حضرت شاہ تاج الدین صاحب قبلہ منیر شریف سے موضع جندور تشریف لائے۔ آپ پہلے کر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہمارے جد امجد تک بارہویں پشت تھی۔ ہمارے جد امجد جن کا اسم گرامی شاہ عنایت حسین تھا، نہایت ہی بزرگ ولی اللہ تھے۔ آپ ہر وقت درود وظائف میں مشغول رہتے۔ آپ کے مرید قریب قریب دس بیس ہزار کے تھے۔ آپ ہر سال رمضان شریف میں پہلی تاریخ سے قرآن شریف باترجمہ لکھنا شروع کرتے تھے، اور روزانہ ایک پارہ لکھتے تھے۔

ہماری دادی صاحبہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ماہ رمضان میں چاند اور سورج گرہن کو دیکھ کر فرمایا، کہ امام مہدی پیدا ہو گئے ہیں۔ اُس زمانہ میں اس طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کوئی چرچا نہ تھا۔ ہمارے بڑے بھائی حکیم شاہ عبدالحی صاحب مرحوم نے ۱۸۹۹ء میں بمقام بھاگل پور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بذریعہ خط بیعت کی۔ آپ نہایت ہی مخلص اور پر جوش احمدی تھے۔ ہمیشہ اخبار الحکم، البدر، رسالہ تشحیذ الاذہان اور رسالہ ریویو آف ریلیجنز منگوایا کرتے تھے۔ نیز سلسلہ کی کتابیں خصوصاً حضرت مسیح موعود و مہدیٔ معہودؑ کی تصانیف منگوا کر بغرض تبلیغ لوگوں میں تقسیم کرتے تھے۔

اُسی زمانہ میں ایک عرب صاحب بیگو سرائے میں تشریف لائے، جو اپنے کو مجاور روضۂ اقدس حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بتلاتے تھے۔ بھائی صاحب مرحوم ہمیشہ عرب صاحب کی دعوت کیا کرتے تھے۔ اس زمانہ میں مَیں بھائی صاحب مرحوم سے طب پڑھا کرتا تھا۔ ایک روز صبح کے وقت جب بھائی صاحب مرحوم تلاوت قرآن کریم سے فارغ ہوئے، اور مَیں سبق پڑھنے کے لئے آپکی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ نے فرمایا، کہ آج نماز سے قبل مَیں نے ایک خواب دیکھا ہے۔ کیا دیکھتا ہوں، کہ ایک لق و دق میدان ہے جس کو لوگوں نے صاف کر کے اس میں ایک بہت بڑا خیمہ ایستادہ کیا ہے۔ اس کے بعد اسی عرب صاحب کو دیکھا، کہ نہایت عمدہ لباس پہن کر سب کے آگے آگے آ رہا ہے، اور یہ کہہ رہا ہے، کہ ہٹو ہٹو! رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری آتی ہے۔ اس کے تھوڑی دیر بعد حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہوئے۔ اور آپ کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی تشریف لائے۔ لوگوں کا ہجوم تھا۔ سرکارِ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دو عالم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا، کہ جو شخص اسکو نہیں مانیگا، اور اس کے کہنے پر نہیں چلیگا، وہ میری جماعت سے نہیں ہے۔ اور اس کی رسائی خدا تک نہیں ہوسکتی۔ اور بغیر اسے ماننے کے کامل مسلمان نہیں ہوسکتا۔

انہوں نے یہ خواب مجھ سے بیان فرمایا۔ پھر عرب صاحب کو بلوایا، اور انکی دعوت کی۔

اِس کے کچھ عرصہ بعد ایک خواب میں نے دیکھا، جس کو مَیں خدا کو حاضر و ناظر جان کر اور اسی کی قسم کھا کر لکھتا ہوں، کہ اگر مَیں اِس خواب کو غلط اپنے دل سے بنا کر لکھوں، تو خداوند تعالیٰ اپنا عذاب اِسی دنیا میں مجھ پر نازل کرے۔ وہ یہ خواب یہ ہے :-

ایک روز صبح کی نماز سے قبل کیا دیکھتا ہوں، کہ ایک مسجد ہے، اور اس کے دروازہ کے قریب ایک پختہ کوآں ہے، جس پر مَیں غسل کر رہا ہوں۔ اور ہمارے عموی صاحب بھی اسی چاہ پر تشریف رکھتے ہیں۔ عموی صاحب اس سلسلہ عالیہ کے سخت مخالف تھے، اور مولوی محمد علی صاحب مونگھیری کے مرید تھے۔ جب میں غسل کے بعد مسجد میں داخل ہوُا، تو دیکھا کہ ایک بزرگ صورت کنارے میں ایک طرف بیٹھے ہیں۔ اور لوگ سب سُنّتیں پڑھ رہے ہیں، مَیں بھی ایک طرف علیحدہ سُنّتیں پڑھنے لگا۔ جب میں سُنّتیں پڑھ چکا، تو ان بزرگ صاحب کی خدمتِ بابرکت میں عرض کیا، کہ اب سب لوگ سُنّتیں پڑھ چکے ہیں، آپ نماز پڑھائیے۔ انہوں نے فرمایا، کہ مَیں نماز نہیں پڑھا سکتا۔ ابھی ہمارے امام حضرت مسیح موعودؑ تشریف لائیں گے، تو نماز پڑھائیں گے۔ اِسی اثناء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لائے، اور نماز پڑھائی۔ میں نے بھی آپ کی اقتداء میں نماز ادا کی۔ جب نماز سے فارغ ہو چکا، تو ہمارے عموی صاحب نے جو مسجد کے باہر پختہ چاہ پر کھڑے تھے، مجھ کو پکار کر کہا، کہ میں بھی اس مسجد کے اندر آؤں ؟ اس کے جواب میں کچھ عرض کرنا چاہتا تھا، کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے باآواز بلند فرمایا۔ کہ جو شخص اس مسجد کے اندر آئے گا، وہ احمدی ہوگا۔ چنانچہ عموی صاحب اندر نہ آئے۔ پھر مَیں نے حضرت صاحب کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔ اس کے بعد مَیں خواب سے بیدار ہوُا۔ اور وضو کر کے نماز فجر ادا کی۔ اور اسی روز حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضؓ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی خدمت بابرکت میں بیعت کا خط لکھدیا۔

اس کے کچھ عرصہ بعد ایک کتاب رموز الاطباء فیروز الدین لاہوری نے شائع کی تھی، جس میں حضرت خلیفۃ المسیح اول رض کا فوٹو تھا۔ جب میری نگاہ اس پر پڑی، تو بعینہٖ وہی صورت سامنے آئی، جسکو مَیں نے مسجد کے کنارے دیکھا تھا ؞

بیان شیخ عبدالرشید صاحب امیر جماعت احمدیہ میرٹھ

اپنے تین رؤیا، جو وقتاً فوقتاً مَیں نے دیکھے تھے، خدا کی قسم اور حلف اٹھا کر پیش کرتا ہوں، جن میں مطلق کذب بیانی کی آمیزش نہیں۔ اگر مَیں نے ایسا کیا ہو، تو اللہ تعالیٰ مجھ پر اور میرے اہل و عیال پر جو عذاب چاہے نازل کرے۔

پہلا رؤیا:۔ میری عمر اندازاً ۱۳ یا ۱۴ سال کی ہوگی، کہ مَیں ریاست دھولپور میں اپنے خالہ زاد بھائی مولوی حکیم الدین صاحب مرحوم مغفور کے ہمراہ رہتا تھا، جو عالم باعمل، روشن دماغ، فرشتہ خُو اور مردِ خدا تھے۔ مجھے بوجہ صحبتِ صالحین، شب بیداری، درود، استغفار خوانی، تلاوتِ قرآن کریم، ہفتہ میں پیر اور جمعہ کو روزہ رکھنے کا شوق تھا۔ بوجہ شدت گرمی و تشنگی خواہ کچھ حالت نازک ہوتی، مَیں اپنے اعمال و اوراد کو بدستور جاری رکھتا۔ میری کم خوردن و کم خفتن و کم گفتن والی زندگی تھی۔ مسجد میں شب بیداری کرتا۔ جب نیند کا غلبہ حملہ آور ہوتا، تو فرش پر لیٹ جاتا۔

ایک رات قریب مطلع الفجر کے مسجد کے در میں لیٹا ہُوا تھا، کہ رؤیا میں ایک دراز قد آدمی آیا، اور اس نے فرمایا، چلو میاں لڑکے! تمہاری نبی اللہ سے ملاقات کرائیں۔ مَیں رؤیا میں اٹھ کر اس کے ہمراہ ہو لیا۔ مسجد کے جانب جنوب کچھ خام زمین تھی، جس میں کیوڑہ، موتیا، بیلا اور انجیر کے پودے لگے ہوئے تھے۔ اس زمین میں ایک کھجور کے درخت کے نیچے رو بقبلہ ململ کا کرتہ، پاجامہ اور سر پر سفید عمامہ پہنے ایک بزرگ بیٹھے تھے، اور تین شخص اسکی پشت کیطرف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کھڑے تھے۔ مجھے جو شخص ہمراہ لایا تھا، وہ بولا، کہ یہ مہدی ہیں، مسیح موعود ہیں، نبی اللہ ہیں، تم اِن سے مصافحہ کرو۔ مَیں بولا کہ مَیں نے سنا ہے، کہ جو شخص امام مہدی ہوگا، اس کے بازو پر گودنے سے بجائے خون کے دودھ برآمد ہوگا۔ اور سُنا ہے، کہ اس کے ہاتھ گھٹنوں تک لانبے ہونگے۔ انکو آپ کھڑا کریں، تاکہ یہ پتہ چلے کہ ہاتھ گھٹنوں تک دراز ہیں یا نہیں۔ وہ شخص ہنسا، اور آسمان کی جانب منہ اٹھا کر بولا، کہ تم نہیں جانتے کہ گودنے پر بجائے خون کے دودھ نکلنا، یہ بچوں والی بات ہے۔ ہاتھ دراز ہونے سے مراد یہ ہے، کہ خدا اسکو سب کچھ دے گا۔ مَیں سو رہا تھا، کہ مؤذن نے اذان دی اور آنکھ کھل گئی۔

مَیں اِس رؤیاء کو بوجہ کم عمری ۱۰ سال تک بھولے رہا، اور قطعاً یاد نہ آئی۔ اپنی تجارت اور زمینداری کے کاموں میں مصروف رہا۔

دوسرا رؤیاء۔ دس سال بعد پھر دوسرا رؤیاء ہؤا، کہ مَیں تنہا ایک اونٹ پر سوار ہوں۔ اونٹ کی نکیل ایک شخص پکڑے ہوئے ہے۔ وہ تہ بند باندھے ہوئے ہے، اور مجھے مغرب کی طرف لئے جا رہا ہے۔ چلتے چلتے بالآخر ایک مسجد نمودار ہوئی، جس کے صحن میں ایک چوڑا کوآں ہے۔ مسجد کی شمالی دیوار کے کونہ میں ایک چھوٹا سا کوآں ہے۔ لوگ جوق در جوق ڈھیلے کُرتے اور تہ بند پوش اوپر سے آتے ہیں، اور کوئیں سے پانی نکالتے ہیں، اور پی کر چلے جاتے ہیں۔ ساربان مجھ سے تیز آواز سے بولا۔ یہ مسجد اقصیٰ ہے، اور یہ کوآں چاہ زمزم ہے۔ تم نماز پڑھو۔ پانی پیو۔ میں نے اونٹ پر سے اتر کر پانی پیا۔ اور کہتا جاتا تھا، کہ سُبحان اللہ! کیسا لذیذ شیریں پانی ہے۔ پھر وضو کیا۔ دو رکعت نماز فرش پر پڑھی۔ پھر آنکھ کھل گئی۔ اِس رؤیا کی میں یہ تعبیر سمجھتا رہا، کہ شاید میں حج کروں۔ لیکن کثرت کار میں ۱۴ سال تک نہ جا سکا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تیسرا رؤیا یہ ہوا، کہ تہجد کا وقت ہے۔ میرے دینی برادر مولوی حکیم الدین صاحب امام اور مَیں مقتدی ہوں۔ اور دونوں نماز پڑھ رہے ہیں۔ جب انہوں نے سلام پھیرا، تو مجھ سے فرمایا تُو نے دیکھا کہ یہ کون مقام ہے۔ مَیں بولا مجھے علم نہیں۔ بولے یہ مکہ جیسی عزت اور برکت کی جگہ ہے۔ اِس کا طواف کر۔ مَیں ادہر اُدہر دیکھنے لگا۔ پھر وہ میرے پہلو اور نظر سے گُم ہو گئے۔ مَیں بلا تردد و تشویش اُوپر سے نیچے اُترا۔ جب نیچے کے حصہ میں آیا، تو ایک دیوار میں ایک حمام دیکھا۔ اس میں پانی نہ تھا۔ پھر نیچے اُترا، قصبہ کی طرف جو زینہ ہے وہاں دیکھا کہ ایک بہت چوڑا پانی سے لبالب کنواں ہے۔ پھر مَیں جہاں بیت الدعا کی پُشت ہے اُس گلی کو ہو لیا۔ اور اُس حویلی کا جسکی چھت پر نماز پڑھی تھی طواف کیا۔ اور دل میں کہہ رہا تھا۔ کہ یہ مقام تو ایک گاؤں سا معلوم ہوتا ہے۔ کہیں کچی گری ہوئی دیواریں ہیں۔ کہیں اونچا اور کہیں نیچا ہے۔ پھر آنکھ کھُل گئی۔ کئی سال اِس رؤیا پر گذر گئے۔

غالباً ۱۸۹۷ء تھا۔ امساکِ باراں کی وجہ سے میرٹھ کی عیدگاہ میں نماز استسقاء پڑھی گئی۔ اسمیں مَیں بھی شامل تھا۔ نماز مولوی احمد علی سہارنپوری نے پڑھائی۔ اور ممبر پر کھڑے ہو کر حضرت صاحبؑ کے متعلق حاضرین کو بدظن کیا۔ جس پر مجھے بہت رنج ہوا۔ اور مَیں نے مصمم ارادہ کر لیا۔ کہ اس شخص کے متعلق ضرور صحیح حالات کسی سے معلوم کروں گا۔ کہ وہ کون ہے۔ اور کیا کہتا ہے۔ نماز سے واپسی پر جو شخص مجھے پنجابی لباس میں ملتا، اسی سے پُوچھتا کہ آپ کو مرزا قادیانی کا کچھ حال معلوم ہے؟ سب نے انکار کیا۔ ایک شخص جو مولوی تھا اُس نے کہا کہ ہم آپ کو مرزا صاحبؑ کا پتہ بتا دینگے۔ فلاں مدرسہ کے ٹیچر کے پاس اُن کی کتاب براہین احمدیہ ہے۔ آپ کو اس سے سب پتہ واضح ہو جائے گا۔

مَیں انجمن حمایت اسلام لاہور میں چندہ دیا کرتا تھا۔ مَیں نے حضرت صاحبؑ کی تصانیف کی طلبی کا ان کو خط لکھا۔ انہوں نے رپورٹ جلسہ اعظم مہوتسو بذریعہ وی۔ پی۔ بھیجدی۔ اس سے مجھے قادیان کا پتہ ملگیا۔ مبلغ ۵ روپیہ براہین کی قیمت اس شخص کے پاس جمع کر کے مہینہ کے واسطے براہین کتاب لی تھی۔ ایک احمدی ٹیلر ماسٹر یہاں پلٹن کا ٹھیکیدار تھا۔ اُس نے مجھے "سُرمہ چشم آریہ" اور "سناتن دھرم" دیکھنے کو دیں۔ پھر مباحثہ "الحق دہلی" اور "ازالہ اوہام" بھی دیں۔ چھ ماہ تک یہ کتابیں دیکھتا رہا۔ اور حیران تھا کہ یہ صداقت مدعی مہدویت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا معمہ کیونکر حل ہو۔ ایک ندی کے کنارے ۳۰ روز تک تمام شب دو بجے سے لیکر صبح تک درود اور استغفار پڑھتا رہا۔ اور یہ شعر زبان پر بار بار جاری تھا ؎

ذرا اپنے چہرہ سے برقعہ اُٹھا دے　٭　مجھے اپنی صورت کا جلوہ دکھا دے

یہ دُعا کرنے کے ایام میں مجھے ہولکے اندر سے ایسی عطر بیز اور لطیف خوشبو آتی تھی، کہ دماغ بےخود تھا۔ اور تمام نظام جسمانی میں ایک نور سرائیت کر گیا۔ وہ نہائیت لطیف اور عجیب وغریب لذت بخش شعلہ تھا۔ مَیں گاؤں سے صدر میرٹھ کے مکان پر آیا۔ رمضان شروع ہو گیا۔ ۱۰ روزے چنے کی نمکین روٹی کھا کر بسر کئے۔ اور چلہ پورا ہو گیا۔ رمضان ختم ہوا۔ "ازالہ اوہام" پڑھنا شروع کیا۔ ۱۲ بجے نماز عشاء اور دوکان کے حساب کتاب سے فارغ ہو کر دو بجے تک "ازالہ" دیکھتا تھا۔ جب مَیں یاجوج ماجوج کی بحث کا ورق پڑھ رہا تھا تو میرے اندر سے یہ آواز آئی۔ کہ یہ وہی شخص ہے جو دھولپور میں رؤیا میں دکھلایا گیا تھا۔ مَیں نے کتاب بند کر دی اور نظر اُٹھا کر جو دیکھا، تو وہ کوٹھہ جس طرح پر اُس کا سایہ ہوتا ہے ایک ذرہ ذرہ اُڑتی ہوئی مخلوق سے پُر تھا۔ مَیں مارے خوف کے سہم گیا۔ اور اُٹھ کر اپنے بستر میں چلا گیا۔ لحاف پر پتلی رضائی اور ایک نوئی جوڑ رکھی تھی، جلد اندر ہو کر مُنہ ڈھک لیا۔ اِن متعدد کپڑوں کے اندر جب کہ لیمپ گُل کر چکا تھا مجھے اپنا روم روم نظر آ رہا تھا۔ جب صبح کی نماز پڑھی، قرآن شریف لانے کو خود ہاتھوں اور پیروں نے حرکت کی، تو طاقت خود اختیاری سے جُدا کر دیا گیا۔ اور معلّق ہوا میں میرا جسم لٹک رہا تھا۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہر دو بازو میں پر پرواز لگ گئے ہیں۔ گویا ہوا کی لہروں میں تَیر رہا ہوں۔ ہر وقت دو خفیہ آدمی میرے بازو پکڑ کر شمال کی طرف کر دیتے تھے۔ تب مَیں سمجھا کہ قادیان جانے کا تقاضا ہے۔ میرا شباب کا زمانہ تھا۔ مَیں ایک صد روپیہ اور کچھ تحائف لیکر تنہا عازم دارالامان ہوا۔ لیکن قبل از روانگی ایک پُر اشتیاق زیارت خط منظوم فارسی میں حضرت اقدسؑ کے حضور لکھا۔ جس میں آپؑ کے دعاوی کو تسلیم کرنے کا اقرار تھا۔ اور یہ کہ زمانہ کو اسوقت ایسے شخص کی بیحد ضرورت ہے۔ لیکن عرصہ ہوا مَیں نے رؤیا میں ایک نبی اللہ، مہدیؑ اور مسیح موعود کو دیکھا ہے، جس کے ہمراہ چار آدمی اور بھی تھے۔ اگر آپؑ اور آپؑ کے ہمراہیوں کا یہی حُلیہ ہوا، تب آپ پر ایمان لے آؤں گا۔ ورنہ واپس چلا آؤں گا۔ آپ میرے وہاں پہنچنے کے واسطے دعا فرمائیں۔ جانے سے قبل یہ جواب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آیا کہ دعا کیگئی۔ آپ جلد چلے آویں۔ میرے شوقِ زیارت اور جسم وجان میں ایک دولابی کیفیت پیدا ہوگئی۔ موکشائم میرو دزور آوے،کے زیر اثر حالت ہوگئی۔ بارش ہو رہی تھی کہ دونوں فرشتوں نے بازو پکڑ کر مجھے ٹمٹم میں لاد دیا۔ ریل پر باوجود متعدد روکوں کے سوار ہوگیا۔ میری حالت مندرجہ ذیل شعر کی مصداق تھی ؎

وعدۂ وصل چوں شود نزدیک ٭ آتشِ شوق تیز تر گردد !

انٹر کے درجہ میں جو ریزرو تھا اور ایک راجہ کے وزیر نے کرایہ پر لیا تھا، جگہ ملی۔ حالانکہ میرا ٹکٹ تھرڈ کا تھا۔ کھانا پُرتکلف میرے ہمراہ تھا۔ میری اجازت سے وہ کھانا وزیر نے کھایا اور مَیں فرطِ اشتیاق سے بیٹھا روتا رہا۔ بخیریت امرتسر اُترا۔ دل سے آواز آئی، کہ بچّوں کے واسطے کچھ پھل خرید۔ قریب ۳۰ ثار کے سیب، کیلہ، انار وغیرہ خرید کر ایک قدِ آدم پٹارہ میں بھرا۔ پھر بٹالہ اُترا۔ یکّہ پر سوار ہوا۔ راستہ میں شدید بارش ہوئی۔ یکّہ اندرون شہر قادیان تک بوجہ شدید کیچڑ کے نہ جاسکا۔ تین مزدوروں نے سامان اٹھا کر مرزا نظام الدین صاحب کے دروازہ پر لا رکھا۔ وہ بولے کہاں سے آئے ہیں؟ مَیں نے جواب دیا، ہندوستان سے۔ پھر پُوچھا کیا نبی جی سے ملنے کو؟ مَیں نے کہا، ہاں، وہ بولے اُن کا گھر گول کمرہ والا ہے۔ مَیں باہر آیا۔ ایک شخص ہندوستانی وضع کا نظر پڑا۔ مجھے ہندوستانی سمجھ کر بہت خُلق سے پیش آیا۔ مہمانخانہ میں اسباب اٹھا لے گیا۔ چونکہ بارش سے بھیگ گیا تھا اور کیچڑ آلودہ تھا۔ انہوں نے کہا غسل کے واسطے گرم پانی لا رہا ہوں۔ مَیں نے جب تک وہ پانی لائے، مہمانخانہ میں پتّوں کے جھڑے ہوئے کُوڑے کو صاف کیا۔ پھر غسل کیا، لباس بدلا، عصر کا وقت ہوگیا تھا۔ میاں اسمٰعیل صاحب سے مسجد دریافت کی۔ انہوں نے مسجد اقصےٰ کا راستہ بتا دیا۔ وہاں جا کر رؤیا والا کنوآں اور وہی مسجد دیکھی۔ حیران تھا کہ اِسی مسجد کو رؤیا میں مسجد اقصےٰ بتایا تھا۔ ہے تو بے شک وہی، لیکن ایسی تنگ و تاریک۔ نام اس قدر شاندار اور حیثیت یہ۔ خدا کے بھید خدا ہی جانے۔

پھر تھکا ماندہ ذرا لیٹ گیا۔ ایک شخص جو اندر بیٹھا کاپی نویسی کر رہا تھا، اُٹھ کر میرے پاس آیا۔ بولا کون ہو، کہاں سے اور کس مقصد کے لئے آئے ہو؟ مَیں نے کہا مہدی مسیح موعود نبی اللہ سے ملنے آیا ہوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بولا دُنیا کی عقل پر پتھر پڑ گئے۔ یہاں کیا رکھا ہے۔ ایک ڈھکوسلا بنایا ہے۔ دوکانداری ہے۔ مَیں اُٹھ بیٹھا اور بولا کہ عرصہ ۲۲ ۲۴ سال کا ہوا مَینے یہ مسجد رؤیا میں دیکھی تھی۔ سو یہ وہی نکلی۔ اس کا نام مجھے مسجد اقصےٰ بتایا گیا تھا۔ اور یہاں اس کو مسجد اقصےٰ ہی کہتے ہیں۔ تمہاری بات پر یقین کروں یا خُدا کی بات پر۔ وہ یہ سُنکر چلا گیا۔

مَیں نے نماز مغرب، عشاء اور صبح مسجد مبارک میں پڑھی۔ صبح سے اِس امر کا متلاشی تھا۔ کہ جو آدمی پہلی رؤیا میں دیکھے تھے وہ یہاں موجود ہیں یا نہیں۔ کشاں کشاں نماز ظہر کو مسجد مبارک میں لوگ جمع ہونے شروع ہوئے۔ مَیں موجود منتظر تھا، کہ اُن کو شناخت کروں۔ جب بھی کوئی آتا مَیں آنکھیں اٹھا کر اس کی حالت دیکھتا۔ میرا اس طرح دیکھنا حضرت میر ناصر صاحب کو ناگوار گذرا۔ انہوں نے فرمایا میاں تم کوئی ٹھگ یا اچکے ہو۔ اِدہر اُدہر لوگوں کی طرف کیا دیکھ رہے ہو۔ کیا لوگوں کے جُوتے چادریں اٹھا کر لیجانے کا ارادہ ہے؟ مَیں نے جواب دیا۔ کہ آپ خاطر جمع رکھیں اِس مقصد کے واسطے نہیں آیا ہوں۔ مجھے چند آدمیوں کی تلاش ہے۔ جنکو شناخت کرنا چاہتا ہوں۔ سب مجھے اِس مجمع میں مل گئے ہیں لیکن ایک باقی ہے۔ وہ ابھی نظر سے باہر ہے۔ فرمانے لگے، کیا تم سی۔آئی۔ڈی کے آدمی ہو؟ مَیں نے کہا آپ مجھے وہی سمجھ لیں۔ فرمایا اچھا شناخت کر لو۔ چونکہ لیکھرام کا واقعہ کچھ دن پہلے ہوا تھا لوگ یہ سمجھے کہ یہ کوئی پولیس مَین ہے۔ اس معاملہ کا سُراغ لگانے آیا ہے۔ ظہر میں حضرت صاحبؑ دیر سے تشریف لائے تھے۔ مَیں نے ظہر کی نماز میں سبکو شناخت کر لیا۔ جب حضرت صاحبؑ نے فرضوں کے بعد گھر کیطرف رُخ کیا۔ مَیں نے جلد تر مبلغ عہ روپیہ اور جانماز جسپر جامع مسجد دہلی کا نقشہ ریشم سے بنا ہوا تھا، بطور نذرانہ پیش کی۔ حضرت صاحبؑ روپیہ ایک جیب میں اور جانماز دوسری میں ڈال کر زنانخانہ میں تشریف لے گئے۔ عصر کو تشریف نہ لائے۔ عصر میں لوگوں نے مجھ سے کچھ سوال نہ کیا۔ مغرب کی نماز کے بعد حضرت صاحبؑ مسجد مبارک کی چھت پر معہ متعدد حاضرین تشریف فرما تھے۔ مَیں بھی چونکہ اجنبی تھا، جہاں سب کے جُوتے پڑے تھے ٹھہر گیا۔ اُس وقت ایک دروازہ سے جو زنانہ مکان کا تھا اور مسجد کی چھت سے ملحق، حضرت مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ بوجہ پاؤں میں درد کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مونڈھوں کے بل کھسکتے ہوئے نکلے۔ اور بلند آواز سے فرمایا۔ کہ حضرت صاحبؑ! آج ہماری مجلس میں میرٹھ سے ایک ایسا شخص آیا ہے جس میں سے محبت کی خوشبو آتی ہے۔ حضرت صاحبؑ نے فرمایا: کہاں ہے؟ مولوی صاحبؓ نے زوردار آواز میں فرمایا، کیا عبدالرشید صاحب میرٹھی یہاں موجود ہیں؟ مَیں کھڑا ہو گیا۔ حضرت صاحبؑ نے فرمایا، آگے آؤ۔ مَیں آگے حضرتؑ کے رُوبرو جا بیٹھا۔

حضرت صاحبؑ نے فرمایا۔ تمہارا نام، باپ کا نام، قومیّت، پیشہ اور سکونت کیا ہے۔ اور یہاں کیوں آئے ہو؟ مَیں نے اپنی سرگذشت بیان کی۔ حضرت صاحبؑ مسجد کی بُرجیوں والی دیوار پر بیٹھے تھے۔ پھر نیچے فرشِ مسجد پر آ بیٹھے۔ فرمایا، کیا میری کتابیں پڑھی ہیں اور شکوک مٹا چکے ہو؟ مَیں نے عرض کی، مٹا چکا ہوں۔ اور مجھے تو بہت عرصہ پہلے یہاں کے مقامات، آپؑ کا منصب، آپؑ اور آپکے احباب یعنی مولوی نورالدّین صاحبؓ۔ مولوی عبدالکریم صاحبؓ۔ پیر سراج الحقؓ اور مرزا خدا بخش، میری تاریخ آمد قادیان سے ۲۶ رسال قبل (۱۸۹۹ء میں) خدا نے مجھے دکھا دیئے تھے۔ اب اس رؤیا کی تصدیق کی غرض سے کہ وہ اشخاص اس نقشہ کی مسجد میں وہاں موجود ہیں یا نہیں، آیا ہوں۔

یہ سُنکر حضرت صاحبؑ نے فرمایا۔ کہ ایسے لوگ اوّل المومنین کے زمرہ سے ہیں۔ جن کے نُورِ قلب نے اس قدر دُور سے مجھے دیکھ لیا۔ بہرحال مناسب ہے، کہ بیعت کرو۔ مَیں نے عرض کیا۔ کہ کچھ عرصہ بعد کروں گا۔ کیونکہ مَیں نے ابھی اپنا تزکیہ نفس نہیں کیا۔ فرمایا۔ کہ یہ خیال غلط ہے۔ اب محروم جانا نامناسب ہے۔ حضرت صاحبؑ نے میرا ہاتھ پکڑ کر۔ اشرائط بیعت کا اقرار لیا۔ بیعت کرتے وقت مجھ پر بیہوشی سی طاری ہو کر پسینہ آگیا۔

بیان جناب میاں خیرالدّین صاحب ساکن موضع سیکھواں متصل قادیان

عرصہ دراز ہوا، بلکہ میرا خیال ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابھی تک دعویٰ مسیحیت بھی نہیں کیا تھا۔ کہ ایک دفعہ مَیں نے رؤیا میں دیکھا، کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام موضع سیکھواں کی مسجد میں کھڑے ہیں۔ اور اُس وقت بلند قامت معلوم ہوتے ہیں۔ میرا ذہن اس طرف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی راہبری بعض اوقات الہام ورؤیا کے ذریعہ بھی فرماتا ہے، اور کبھی یہ سلسلہ براہِ راست ان کے ساتھ تعلق پکڑ لیتا ہے، اور کبھی بالواسطہ طور پر۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا یعنی جو لوگ ہمارے ملنے اور ہمارا قرب حاصل کرنے کے لئے مجاہدات وریاضات بجالاتے ہیں، ہم انکو ضرور کامیاب کرتے ہیں، اور اپنی راہوں کی طرف انکی راہبری کرتے ہیں اور انبیاء کا لایا ہوا دین بھی چونکہ الٰہی راستہ ہوتا ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ انبیاء کی بعثت کے وقت اپنے مجاہد بندوں کو نوازتا ہے، اور ان پر فرشتے نازل کرکے صداقت کی طرف ان کی رہ نمائی کرتا ہے۔ اس کیطرف ایک پہلو سے یہ آیتِ قرآنیہ بھی اشارہ کر رہی ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ (حٰمٓ ع۴) یعنی جو لوگ اللہ کو اپنا رب قرار دے کر ہر مشکل وقت میں اسی کی طرف رجوع کرتے ہیں، اور اس طریق کو اپنا دستورالعمل بنا لیتے ہیں، ان پر خدا کی طرف سے فرشتوں کا نزول ہوتا ہے، جو مشکلات میں انکی رہ نمائی کرتے ہیں، اور انکو سیدھا راستہ دکھاتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ کی یہ قدیم سے سُنّت ہے، کہ وہ کھٹکھٹانے والوں کے لئے کھولتا اور پکارنے والوں کو جواب دیتا ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے۔ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ (بقرہ ع ۲۲) یعنی اے رسولؐ! جب میرے بندے میرے متعلق تجھ سے سوال کریں، تو تو کہدے کہ میں قریب ہوں۔ اور پکارنے والے کی پکار کو جب وہ مجھے پکارتا ہے سُنتا ہوں۔ پس چاہیئے کہ وہ مجھے قبول کریں، اور مجھ پر ایمان لائیں تا وہ راہ ہدایت پائیں۔

جو لوگ صرف عقلی اور نقلی دلائل سے تسلی نہیں پاتے، اور محض اپنی سوچ و فکر پر بھروسہ نہیں رکھتے، بلکہ یہ چاہتے ہیں، کہ کسی طرح الٰہی صداقت کیطرف خود خدا ان کی راہبری فرمائے،

Digitized by Khilafat Library Rabwah

منتقل ہوا، کہ یہ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان تھی، کہ آپ بلند قامت معلوم ہوا کرتے تھے۔ پھر حالت رؤیا میں، ہی مجھے یقین ہو گیا، کہ حضرت مسیح موعودؑ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ اس پر میں بیدار ہو گیا۔

میں نے قادیان آکر حضورؑ کی خدمت میں رؤیا بیان کی، تو حضور علیہ السلام نے ایک پاکٹ بک نکالی اور مجھ کو اللہ تعالےٰ کے نام کی قسم دیکر یہ خواب اپنے دستِ مبارک سے تحریر فرما کر اس کے نیچے میرے دستخط کرائے، اور فرمایا کہ ہمارا ارادہ یا منشاء ہے کہ اس قسم کے رؤیا و کشوف وغیرہ کو جمع کر کے کتابی صورت میں شائع کیا جائے۔ حضورؑ نے میری رؤیا کی تعبیر یہ فرمائی۔ کہ جب مرید فنا فی الشیخ ہو جاتا ہے، تو شیخ کی صورت مرید کی صورت ہو جاتی ہے ٭

بیان مستری فضل الدین صاحب ساکن علیوال جٹاں تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور

میں ابتداء میں ایک آزاد خیال آدمی تھا۔ اور کسی طریقہ یا ملت سے سروکار نہ رکھتا تھا۔ ہمارے گاؤں میں ایک فقیر جو نقشبندی خاندان سے تعلق رکھتا تھا رہتا تھا۔ چند دوست میرے محرم راز تھے۔ وہ اُن کے مرید تھے۔ اُن دوستوں کی صحبت و اثر سے میں بھی اُن کا مرید ہو گیا۔ یعنی اُن کی بیعت میں داخل ہو گیا۔ اس فقیر نے مجھ کو سر سے پاؤں تک بغور دیکھا اور پھر مجھ کو نماز، روزہ اور نماز تہجد کی بہت ہی تاکید کی۔ اور فرمایا کہ نماز تہجد کبھی بھی قضا نہ کرنا۔ اور جو خواب آوے وہ سوائے ہمارے کسی سے بیان نہ کرنی چاہیئے۔ میں بسبب گاؤں میں کام نہ ملنے کے باجازت پیر صاحب امرتسر چلا گیا۔ میں معماری کا کام جانتا تھا۔ اور امرتسر میں کام کرنے لگا۔ ایک دن میں نماز تہجد پڑھ کر وظائف میں مشغول تھا۔ کہ اچانک مجھ پر نیند کا سخت غلبہ ہوا۔ اور میں اسی مصلے پر لیٹ گیا۔ تو خواب میں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ آسمان سے بشکل انسانی فرشتوں کی فوج اُتر رہی ہے۔ اور میرے اِردگرد کچھ فاصلہ چھوڑ کر گول دائرہ بنا کر بیٹھ گئی ہے۔ اور فوج کا افسر یا جرنیل میرے پاس آکر بیٹھ گیا۔ اس کے بعد کیا دیکھتا ہوں۔ کہ آسمان سے ایک نورانی تخت اُترا ہے جس پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دو نورانی صورت بزرگ بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر میں نے اُس افسر سے جو میرے پاس بیٹھا تھا، پُوچھا کہ کیا آپ بتا سکتے ہیں، کہ یہ کون بزرگ نورانی صورت ہیں؟ اُس افسر نے مجھ سے کہا۔ کہ جو تخت پر دائیں طرف ہیں، وہ رسول کریم محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور جو بزرگ بائیں طرف تخت پر ہیں، وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا بہت ہی پیارا ابن مریمؑ ہے۔ ابھی ہم باتیں کر رہے تھے، کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس افسر سے اپنی زبانِ مبارک سے فرمایا، کہ لوگوں کو بلند آواز سے پکار دو یا کہدو، کہ اَے لوگو! جسوقت ہمارا پیارا ابن مریمؑ آوے تو اُسؑ کی تابعداری اور فرمانبرداری سچے دل سے کرنا اور جو شخص اسؑ کی تابعداری کرے گا وہ مجھ سے ہے۔ اور جو کوئی نہ مانے گا وہ مجھ سے نہیں ہے۔ پھر میں نے اس افسر سے کہا، کہ ابن مریمؑ تو حضرت عیسےؑ کا نام ہے۔ اُسؑ کو اُمتِ محمدیہ سے کیا تعلق؟ اُس نے مجھ کو جوابدیا۔ کہ ہاں وہ مریم کا بیٹا عیسے علیہ السلام تو فوت ہو گیا ہوا ہے۔ اور یہ ابن مریمؑ جس کا نام احمدؑ ہے، اُمتِ محمدیہ میں سے ہے۔ گفت گو ہو رہی تھی، کہ میری بیوی نے مجھ کو جگا دیا۔ اور کہا کہ صبح کی اذان ہو گئی ہے۔ اور آپ کبھی تہجد کے بعد سوئے نہیں تھے۔ اُٹھو مسجد میں جاؤ اور نماز پڑھو۔ نماز سے فارغ ہو کر میں اپنے گاؤں کو چلا گیا۔ اور اپنے پیر سے خواب کا سارا ماجرا بیان کر دیا۔ میرے پیر نے مجھ کو کہا۔ کہ میں تم کو دوہری مبارکباد دیتا ہوں۔ ایک مبارکباد تو اس لئے، کہ تم نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی، اور دوسری اس لئے کہ تم ابن مریم کو دیکھو گے، اور وہ عنقریب ظاہر ہوں گے۔ اور ان کا اسم مبارک بھی احمدؑ ہی ہوگا۔ افسوس کہ ہمارا زمانہ اب ختم ہُوا۔ اور اب ہم چلنے والے ہیں۔ چنانچہ اس کے بعد وہ آٹھ یا دس یوم زندہ رہے۔ پھر فوت ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اِس کے بعد میں نے محکمہ نہر میں ملازمت اختیار کر لی۔ اور پندرہ بیس سال تک ملازمت کی۔ پھر میرا دل نوکری سے بیزار ہو گیا۔ اور میں استعفا دیکر اپنے گھر چلا آیا۔ میرے مہربان اور استاد مولوی محمد چراغ صاحب مرحوم کو میں موحد طریقہ پر چھوڑ گیا تھا۔ لیکن جب میں واپس آیا تو وہ احمدی تھے۔ اِس سے پہلے مجھ کو معلوم نہ تھا، کہ احمدیت کیا چیز ہے، اور حضرت مرزا صاحبؑ کون ہیں، اور نہ میں نے قادیان یا حضرت مرزا صاحب کو دیکھا تھا۔ اور نہ مجھے معلوم تھا کہ مرزا صاحبؑ کا کیا دعوےٰ ہے۔ اس کے بعد میرا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور مولوی صاحب مرحوم کا حضرت مرزا صاحبؑ کے مسیح موعود ہونے پر اکثر تبادلۂ خیالات اور بحث مباحثہ ہوتا رہتا تھا۔ میرا دل احمدؐ نام سنکر کبھی مان جاتا تھا، لیکن پھر خیال آتا تھا کہ احمدؐ نام کے بہت شخص ہیں، واللہ اعلم مرزا صاحبؑ ہی اس کے مصداق ہیں یا اور کوئی ہے۔ مولوی صاحب کے پاس اُس وقت حضرت اقدسؑ کی دو کتابیں موجود تھیں۔ ایک براہین احمدیہ چہار حصے اور دوسری جلسہ مہوتسو کی تقریر۔ انہوں نے وہ دونوں کتابیں مجھ کو پڑھنے کے واسطے مرحمت فرمائیں۔ جب میں نے پہلے جلسہ مہوتسو والی تقریر پڑھی، تو میرے دل کو کچھ تسلی ہوئی۔ اس کے بعد براہین احمدیہ پڑھی تو طبیعت میں اور بھی اطمینان پیدا ہوا۔ مگر پھر تذبذب پیدا ہوگیا۔ اسی حالت میں ماہ رمضان المبارک آگیا۔ پہلی رمضان کو میں نے نماز تہجد کے بعد خدا سے یہ دُعا مانگی، کہ اے پروردگار! میں بے علم ہوں اور تُو علیم و خبیر ہے۔ اگر یہ شخص یعنی مرزا صاحبؑ تیری طرف سے مسیح موعود ہو کر آیا ہے، اور اپنے دعویٰ میں سچا ہے تو مجھ کو کسی ظاہری نشان کے ذریعہ یا خواب کے ذریعہ رہنمائی فرما۔ تا میں اسے قبول کرنے سے محروم نہ رہوں۔ اگر تُو نہ بتائے گا تو قیامت کو مجھ پر تیری کوئی حُجّت نہ ہوگی۔ جب پندرہ دن گذر گئے تو مجھے ایک خواب آیا۔ کہ میں اور ایک اور شخص دونو ایک راستہ پر چلے جاتے ہیں۔ آگے چلکر ایک بہت ہی خوبصورت باغ دیکھا، جس کی چار دیواری تین فٹ کے قریب اونچی ہے۔ اس کے اوپر سے ہم نے باغ کے اندر جھانکا، تو دیکھا کہ اُس کی نہریں خشک ہیں۔ صرف تھوڑا تھوڑا پانی جاری ہے۔ ہم نے آپس میں مشورہ کیا کہ اندر جاکر باغ کو دیکھیں۔ چنانچہ ہم نے چار دیواری کے اوپر سے گذر کر باغ میں جانے کا ارادہ کیا، لیکن گذر نہ سکے۔ پھر ہم نے باغ کا دروازہ ڈھونڈا۔ اور شمال، جنوب اور مغرب میں تلاش کیا مگر نہ ملا۔ پھر خیال کیا کہ مشرق کی طرف دروازہ ہوگا۔ پس ہم مشرق کی طرف روانہ ہوئے۔ جب ہم کچھ دُور گئے، تو دیکھا کہ ایک بزرگ نورانی صورت ایک درخت کے نیچے بیٹھا ہوا خدا کو یاد کر رہا ہے۔ جب ہم اُس کے نزدیک گئے تو مجھ کو وہ خواب جو امرت سر میں آیا تھا، خواب ہی میں یاد آیا۔ اور اس وقت میں اپنے دل میں کہتا ہوں۔ کہ اِس بزرگ کو تو میں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے تخت پر بیٹھا دیکھا ہے۔ پھر میں نے اس بزرگ سے پوچھا، کہ آپ کون ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں ابن مریمؑ ہوں۔ اور جب تک تم ہماری طرف نہ آتے اس کا دروازہ تم کو کبھی نہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ملا۔ دیکھو یہ دروازہ ہے، اندر آجاؤ۔ اور باغ کی سیر کرو۔ چنانچہ ہم اندر چلے گئے اور سیر کرتے رہے۔ پھر مجھ کو پیاس لگی تو مَیں نے اپنے ساتھی سے کہا کہ پیاس لگی ہے، اور پانی بہت دُور ہے، ہمیں پانی کس طرح ملے۔ اسکے بعد ایک محل سے ایک لڑکا نکلا، اور اس کے ہاتھ میں ایک پیالہ بشکل بیضاء تھا اور اس میں کوئی چیز تھی لیکن وہ پانی نہ تھا۔ اُس لڑکے نے وہ پیالہ میرے ہاتھ میں دیدیا اور کہا اس کو پی لو۔ مَیں نے آدھا پیالہ پی لیا اور باقی آدھا دوسرے کو دیدیا۔ مگر اُس لڑکے نے اُس کے ہاتھ سے چھین کر پھر وہ پیالہ مجھکو دیدیا، اور کہا کہ اس کا اس میں حصہ نہیں ہے۔ یہ تمہارا حصہ ہے۔ وہ دوسرا آدمی شرمندہ ہو کر کہنے لگا۔ چلو باہر چلیں۔ چنانچہ وہ دروازہ سے باہر ہوگیا۔ مگر مَیں ابھی اندر ہی تھا، کہ مولوی صاحب مرحوم کے لڑکے نے مجھے بیدار کر دیا۔ صبح کی نماز کی اذان ہو چکی تھی۔ مَیں مسجد میں گیا۔ نماز پڑھکر مولوی صاحب سے خواب کا تمام ماجرا بیان کیا۔ انہوں نے اس کی یہ تعبیر بیان کی، کہ جو بزرگ آپ کو خواب میں دکھائے گئے اور ابن مریم کے نام سے نامزد کئے گئے، وہ تمہارے بیان کردہ حلیہ کے مطابق حضرت مرزا صاحبؑ ہیں۔ اور پیالہ میں کچھ پلانا یہ بیعت کیطرف اشارہ ہے۔ اور باغ سے مراد شریعت ہے۔ اور نہروں سے مُراد علمائے زمانہ ہیں جو خشک اسلام پیش کر رہے ہیں۔ اور مشرق سے اس حدیث کی طرف اشارہ ہے، جس میں مسیح موعودؑ کا ظہور مشرق سے بیان ہوا ہے۔ علاوہ ازیں ہمارے گاؤں سے بھی قادیان مشرق کیطرف ہے۔ پھر فرمایا، کہ کل جمعہ ہے۔ اور ہم نے قادیان جانا ہے تم بھی ہمارے ساتھ چلو اور دیکھو اگر تمہارے خواب کے مطابق حضرت مرزا صاحبؑ ہوئے تو مان لینا ورنہ کوئی جبر نہیں ہے۔ لہٰذا اگلے دن ہم سب اور وہ آدمی بھی جو خواب میں میرے ساتھ تھا قادیان کی طرف روانہ ہوئے۔ اور جمعہ سے پہلے ہم قادیان میں مسجد اقصےٰ میں پہنچ گئے۔ جس وقت حضرت مرزا صاحبؑ گھر سے مسجد اقصےٰ میں تشریف فرما ہوئے تو مَیں نے اسی وقت مولوی صاحب کو کہدیا کہ یہی ہیں جو تخت پر اور باغ کے دروازہ پر مجھے ابن مریمؑ کے نام سے دکھائے گئے تھے۔ نماز کے بعد آواز دی گئی، کہ جس نے بیعت کرنی ہو آکر کرلے۔ جب مَیں بیعت کے لئے تیار ہوا تو وہی شخص جو میرے ساتھ خواب میں تھا، اُس نے مجھے شبہ میں ڈالدیا اور کہنے لگا، کہ تم نے مرزا صاحبؑ کی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے۔ اس سے وہی شکل مرزا صاحبؑ سے متمثل ہو کر ابن مریمؑ کے نام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے سامنے آگئی ہے۔ اور کچھ بھی نہیں۔ اس کی اس بات سے مَیں بیعت کرنے سے رہ گیا۔ اور اگلے دن ہم اپنے گاؤں کو چلے آئے۔ جب ہم رات کے وقت اکٹھے بیٹھے تو مولوی صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ بیعت کر لی؟ مَیں نے جواب دیا کہ نہیں۔ انہوں نے فرمایا کیوں نہیں کی؟ تو مَیں نے بتایا کہ اس آدمی نے روک دیا تھا۔ اور کہا تھا، کہ یہ شیطانی وسوسہ ہے۔ پس اُسدن سے مولوی صاحب ہم سے ناراض ہو گئے۔

اب تیسری خواب کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ ہمارا ایک رشتہ دار ہرچووال کی کوٹھی نہر پر جو قادیان کے نزدیک ہے سب اوورسیر تھا۔ اُس نے ہمیں کام کے لئے بُلایا۔ اور مَیں موضع ہرچووال کی کوٹھی پر اُس کے پاس چلا گیا۔ جب مجھے وہاں گئے تیسرا دن ہو گیا، تو مجھ کو خواب میں پھر حضرت مرزا صاحبؑ دکھائی دیئے حضور نے بڑی محبت سے فرمایا، کہ میاں فضل الدین تم نے خدا سے نشان مانگا تھا اور دُعا کی تھی، کہ اگر خدا نے نشان نہ دکھایا تو قیامت کو میرے اوپر کوئی حُجت نہ ہوگی۔ اب خدا نے تمہیں کُھلا کُھلا نشان دکھا دیا ہے اور تم پر خدا کی طرف سے حُجت پُوری ہو گئی ہے۔ مَیں نے پُوچھا کہ میرا نام حضورؑ کو کیسے معلوم ہوا۔ اور مَیں نے دعا تو اکیلے ہی اپنے گھر کے اندر مانگی تھی حضور کو اس کا علم کیسے ہو گیا۔ اس وقت میرے دل میں یہ بات اثر کر گئی کہ حضورؑ کو سب باتیں خدا نے بتائی ہیں۔ اور حضورؑ خدا کی طرف سے سچے نبی اور ابن مریم ہو کر آئے ہیں۔ لہٰذا مَیں اسی دن قادیان حضورؑ کی خدمت شریف میں پہنچا اور حضورؑ نے تیسرے روز اِس عاجز کو بیعت سے سرفراز فرمایا اور اپنی غلامی میں داخل کیا۔ اُس وقت میرے ساتھ جناب میر قاسم علی صاحب اور حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب بھی بیعت ہوئے۔

میں حلفیہ خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ میری خوابیں اِسی طرح سے ہیں۔ گو ۳۵ یا ۳۶ سال کا عرصہ ہوا ہے اور اغلب ہے کہ کچھ بھول بھی ہو گئی ہو۔ لیکن یقین غالب ہے کہ یہ اسی طرح دیکھی ہیں۔

بیان چوہدری جیونجاں صاحب ساکن لنگروعہ تحصیل نواں شہر ضلع جالندھر

مَیں اپنے خداوند کریم کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ اور اپنے مولا کریم کو حاضر و ناظر جان کر بیان کرتا ہوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ مندرجہ ذیل خواب بالکل صحیح اور درست ہے۔ اگر میں اپنی طرف سے کوئی لفظ لکھوں تو خدا تعالیٰ مجھ پر عذاب نازل فرمائے۔

مَیں نے ۱۹۰۳ء کے آخر میں حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی۔ اس سے پہلے مَیں نے خواب میں دیکھا کہ مَیں کعبہ شریف حج کے لئے جا رہا ہوں۔ اور اکیلا ہی جا رہا ہوں۔ مگر مَیں راستہ کا واقف نہیں۔ اور مَیں اُونچا اُڑ رہا ہوں۔ زمین سے ۲۰ گز اُوپر کے فاصلہ پر ہوں۔ اور ایک نشان میرے آگے آگے جا رہا ہے۔ اور مَیں اُس کے پیچھے جا رہا ہوں۔ اور لوگوں نے مجھے جاتے دیکھا۔ اور وہ بھی میرے پیچھے ہو لئے۔ مَیں تیزی سے جا رہا ہوں اور وہ لوگ مجھ کو واپس کرنا چاہتے ہیں۔ مگر مَیں اُن کے کہنے میں نہیں آتا، اور یہی کہتا رہا، کہ مَیں حج کرنے کو جا رہا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ تمہاری والدہ زندہ ہے اس لئے تمہارا حج نہیں ہوگا۔ مَیں نے جواب دیا کہ نہیں میرا حج ہو سکتا ہے۔ پھر راستہ میں پانی آیا، اور مَیں پانی کے اندر غوطہ لگا کر دوسرے کنارہ جا نکلا۔ مگر وہ لوگ اسی کنارہ پر دیکھتے رہ گئے۔ اور پھر مایوس ہو کر واپس چلے گئے۔ مَیں کعبہ میں پہنچ گیا اور پھر میری آنکھ کھل گئی۔

اِس کے بعد مَیں نے خواب دیکھا کہ مَیں قادیان شریف پہنچا ہوں اور مسجد مبارک کے نیچے جو گلی بازار کو جاتی ہے وہاں ایک شخص کے پاس دَف ہے اور وہ منادی کر رہا ہے۔ کہ جو اس شخص یعنی مسیح موعودؑ کو کافر کہتا ہے وہ خود کافر ہے۔ یہی مسیح موعودؑ ہے اور یہی مہدیؑ ہے۔ پھر آنکھ کھل گئی۔

چند دن کے بعد پھر خواب آیا۔ کہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم میرے مکان پر تشریف لائے، اور ساتھ ہی مسیح موعودؑ تھے۔ اور آپ یعنی حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم دونوں ٹہل رہے تھے۔ اور مَیں درود پڑھ پڑھ کر پھونک رہا تھا۔ پھر حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت رسول کریمؐ سے عرض کی، کہ حضورؐ چلیں۔ آپؐ چلنے لگے تو مَیں فوراً اُٹھ کھڑا ہوا۔ حضورؐ تشریف لے گئے اور مجھ پر بیحد رقت طاری ہوئی اور مَیں نے محسوس کیا کہ محبت رسول کریمؐ اور مسیح موعودؑ میں گداز ہو رہا تھا۔

بیان جناب ڈاکٹر کیپٹن سید محمد حسین شاہ صاحب مہاجر قادیان

۱۹۰۹ء کے اوائل ماہ فروری میں مجھے نوشہرہ چھاؤنی سے توپخانہ ۲۲ کے ہمراہ پریکٹس کیمپ بمقام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جہانگیرہ چند ایام کے لئے قیام کرنے کا موقعہ ملا۔ ہمارا کیمپ لبِ دریائے کابل واقع تھا۔ موضع جہانگیرہ جو دریا کے پار ہمارے کیمپ سے قریب ہی تھا، وہاں کے ایک بڑے خان سے مجھے رُوشناسی تھی۔ ایک اتوار کے روز تعطیل ہونے کے باعث ایک دو دوستوں کے ہمراہ خان مذکور کو ملنے گیا۔ اثنائے گفتگو میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر آیا۔ گو مَیں ابھی احمدیت میں داخل نہ ہوا تھا، مگر حضرت اقدسؑ کے ساتھ اخلاص اور عقیدت رکھتا تھا۔ کیونکہ حضورؑ کی صداقت پر مَیں چند رؤیا دیکھ چکا تھا۔ حضورؑ کے کارناموں کے ذکر پر خان مذکور جھلّا اُٹھا۔ اور اُس نے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے متعلق طعن و تشنیع اور ہتک آمیز ناشائستہ الفاظ کہنے شروع کر دیئے۔ اور سر سیّد احمد خاں صاحب علیگڑھی کی توصیف اور تعریف میں بیحد مبالغہ آمیز تقریر شروع کر دی۔ ہر چند کہ مَیں نے اُنہیں نازیبا کلمات کہنے سے باز رکھنے کی کوشش کی۔ مگر وہ اپنے مضمون کو لمبا کرتے چلے گئے۔ آخر ہم وہاں سے اُٹھ کر واپس ہوئے۔ میرے دل میں اُن کی اِس حرکت کے باعث بہت رنج اور قلق تھا۔ اُسی شام کو اکوڑہ خٹک کے خان محمد زمان خان صاحب جو مذکورہ بالا خان کے خالہ زاد بھائی ہیں، مجھے ملنے آئے۔ چونکہ اُن کے ساتھ بےتکلفی تھی۔ کھانا کھانے کا وقت تھا۔ جو ماحضر تھا وہ ان کے پیش کیا۔ مگر اُن کے بڑے بھائی کی کرتُوت کا اُنکے پاس ذکر نہ کیا۔ سونے کے وقت تک خان جہانگیرہ کی پُرتعصّب باتیں یاد آ آ کر دل کو حزیں بناتی رہیں۔ آخر اِس رنج و فکر میں سو گیا۔ رؤیا میں کیا دیکھتا ہوں، کہ حضرت مسیح موعودؑ تشریف فرما ہیں۔ اُن کے دمکتے ہوئے نُورانی چہرہ سے نُور کی شعاعیں نکل رہی ہیں۔ مجھے یہ بتلایا گیا۔ کہ بعینہٖ یہی شکل حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ اِس کے بعد مَیں بیدار ہو گیا۔ مجھے اِس قدر خوشی حاصل تھی کہ گذشتہ روز کی ساری کوفت جس میں خاکسار مُبتلا تھا دُور ہو چکی تھی۔ اِس کے بعد ۱۹۱۰ء میں مَیں سلسلہ میں داخل ہوا۔

مَیں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ یہ خواب بالکل صحیح ہے۔ اگر مَیں نے اِس میں اپنی طرف سے کچھ بناوٹ کی ہو تو خدا تعالیٰ کا عذاب مجھ پر نازل ہو۔

نوٹ:۔ اِس مجموعہ کے مرتب کرنے میں مولانا عبدالغفور صاحب مبلّغ سلسلۂ عالیہ احمدیہ کا خاص حصّہ ہے۔ انکی کوشش قابلِ شکریہ ہے۔ انہوں نے بہت سے اصحاب کے بیانات بڑی محنت سے جمع کئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزاء خیر عطا فرمائے۔

خاکسار فضل حسین کارکن صیغہ تالیف و تصنیف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیحؑ کی بن باپ ولادت اور الوہیت

(از صاحبزادہ عبد المنان صاحب عمر۔ ایم۔ اے)

[یہ مقالہ صاحبزادہ صاحب موصوف نے مجلس ارشاد کے اجلاس منعقدہ ۲۳ مئی ۴۲ء میں پڑھکر سُنایا۔ اِس اجلاس میں جو اور مضامین پڑھے گئے تھے وہ اِس سے قبل "ریویو" کی مختلف اشاعتوں میں درج ہو چکے ہیں۔]

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ۙ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۫ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ○ ..... فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ○ (مریم-۲)

جیساکہ آپ سُن چکے ہیں، مسیحی لوگ حضرت مسیحؑ کو خدا کا بیٹا بلکہ خود خدا کہتے ہیں۔ ان کے خیال میں حضرت مریمؑ پر خدا کی قدرت کا سایہ ہوا، خدا کی رُوح اُن پر اُتری، اور خدائی جسم بھی نہ کسی انسانی تعلق سے، بلکہ خود خدا کی قدرت سے مریمؑ کے شکم میں موجود ہو گیا۔ اور اِس طرح انسانیت اور الوہیت کے اجتماع کے لئے لاہوت نے ناسوت کا جامہ پہنا۔ اور بعض رومن کیتھولک عیسائیوں کے نزدیک خود مریمؑ نے بھی بن باپ کا بیٹا جنکر ماہیتِ تثلیث کے متمم کا درجہ پا لیا ہے۔ ہرچند کہ انسانیت اور الوہیت کے اجتماع کا یہ عقیدہ کھُلم کھُلا باطل اور خود عیسائیوں کے اعتراف کے مطابق عقل سے بالا اور خلافِ عادت ہے (انجیل متی کی تفسیر مصنفہ پادری کلارک و پادری عماد الدّین) پھر بھی کسی نہ کسی طرح وہ اسے دُنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں۔

اِس نقطۂ نگاہ کی تفصیلات میں خود عیسائیوں کے ہاں بڑا شدید اختلاف پایا جاتا ہے یعقوبیوں کا عقیدہ ہے، کہ مسیح کی ذات خود خدا ہے۔ ملکانی کہتے ہیں، کہ مسیح اللہ کامل اور انسان دونوں ہیں اِن میں سے کوئی ایک دُوسرے سے الگ نہیں۔ حضرت مریمؑ سے خدا اور انسان دونوں پیدا ہوئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نسطوریوں کا خیال ہے، کہ حضرت مریمؑ کے بطن سے اللہ کی پیدائش نہیں ہوئی۔ غرض اختلافات کا ایک وسیع سلسلہ ہے، جو اس بارہ میں عیسائیوں کے مختلف فرقوں میں پایا جاتا ہے۔ لیکن بہرحال ان کا سوادِ اعظم اپنے تمام تر اختلافات کے باوجود اس امر پر متفق ہے، کہ حضرت مسیح کی پیدائش بغیر ظاہری اسباب کے یعنی بغیر باپ کے ہوئی، اور اس طرح مسیح جامع اُلوہیت و انسانیت بنے۔ مسیح کا انسان ہونا تو کوئی مختلف فیہ مسئلہ نہیں۔ جس طرح عیسائی اُنہیں انسان جانتے ہیں، ہم بھی اُنہیں انسان تسلیم کرتے ہیں۔ ہاں مسیح کی اُلوہیت کا مسئلہ مختلف فیہ ہے۔ ہم اُنہیں صرف انسان مانتے ہیں لیکن عیسائیوں کا عقیدہ یہ ہے، کہ انسانیت کے ساتھ اُنہیں اُلوہیت بھی حاصل تھی۔ اب ظاہر ہے کہ صفات و لوازم کے اختلاف سے ملزوم و موصوف کا اختلاف سمجھا جاتا ہے۔ ہم پتھر کو نباتات سے علیحدہ پتھر کے لوازمات وصفات سے یقین کرتے ہیں۔ اور نباتات کو پتھر سے الگ اُس کے لوازمات وصفات سے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے، کہ حضرت مسیح میں انسان ہونیکے لوازمات وصفات کی موجودگی نے تو اُن کو انسان ثابت کیا، مگر اس کے علاوہ وہ کیا خصوصیت ہے، کہ جس کی وجہ سے اُنہیں خدا یا خدا کا بیٹا کہا جائے؟ اس پر پادریوں نے یہ راہ نکالی، کہ مسیح کی بن باپ پیدائش کو خصوصیاتِ الٰہیہ میں سے ایک خصوصیت قرار دے لیا۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر یہ ایسی خصوصیت نہیں، تو پھر بتایا جائے، کہ قانونِ تخلیق کے اتنے بڑے نظام کو جو تمام دُنیا پر محیط ہے، اور نہ صرف چرندے، پرندے، درندے اور انسان بلکہ نباتات بھی اس کے دائرہ سے باہر نہیں، اسے توڑ کر مسیح کی پیدائش کے وقت قانونِ تکوین کو کیوں جاری کیا، جس کی ضرورت صرف ابتدائے خلق میں تھی۔ آخر اس میں حکمت کیا تھی؟

اب ظاہر ہے، کہ کسی شخص کے اپنے باپ کی صُلب اور اُس کے نُطفہ سے پیدا ہونے یا نہ ہونے کو اُلوہیت سے کوئی تعلق نہیں۔ اور اگر کہو کہ خدا کا باپ نہیں اور مسیح کا بھی باپ نہیں تھا، دونو میں یہ یگانگت ہے، تو ہم کہتے ہیں کہ خدا کی تو ماں بھی نہیں، مگر مسیح کی تو والدہ تھیں۔ پس یہ یگانگت صرف باپ نہ ہونیکی حد تک کیوں محدود رہی؟ غرض بادی النظر میں دیکھا جائے، تو مسیح کی اُلوہیت کو آپکی بن باپ پیدائش سے کوئی واسطہ نہیں۔ نہ بن باپ کی پیدائش کوئی اُلوہی خصوصیت ہے، اور نہ کسی کا بن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

باپ ہونا اس کے خدا ہونے کی دلیل۔ اِس لئے پادریوں نے اپنی اس عادت کے مطابق کہ جب اُن کے کسی عقیدہ کی لغویت اور بودا پن بالکل نمایاں ہو جائے، تو وہ اسے منطقیانہ بھول بھلیوں اور علت و معلول کی موشگافیوں میں اُلجھا دینے کی کوشش کرتے ہیں، اِس قضیہ کو بھی کہ مسیح بن باپ ہیں، اس لئے خدا ہیں منطقیانہ شکل دینے کی کوشش کی ہے۔ اور انہوں نے تثلیث کی طرح اپنے اس استدلال کو بھی تین بُنیادوں پر اُٹھایا ہے۔

اوّل یہ کہ عصمت خاصہ نبوت نہیں، بلکہ خاصہ الوہیت ہے۔ دوئم یہ کہ ہر انسان کا چشمہ پیدائش آدم کے گناہ کی وجہ سے مکدر ہے، اور اس طرح ہر شخص وراثتاً گناہگار ہے۔ سوئم یہ کہ مسیح بن باپ ہیں۔ اب وجہ استدلال یہ ہوئی، کہ مسیح بغیر باپ کے تھے، اس لئے انہوں نے آدم کے گناہ کی وراثت نہیں پائی، اور وہ معصوم اور بے گناہ تھے اور معصوم صرف خدا ہی ہے، اِس لئے مسیح خدا تھے۔

ہر وہ شخص جس کی اسلامی تعلیمات پر نظر ہے، جانتا ہے، کہ اسلام اصلاً ایک خالص توحیدی مذہب ہے۔ اِس کی بُنیاد ہی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پر ہے۔ اِس پر بھی مسلمانوں کے قلب و دماغ اور رُوح تک پہنچے اور انہیں مسیح کے ابن اللہ ہونے کا قائل کرنے کے لئے عیسائیوں نے جو ذریعے اختیار کئے ہیں، اُن میں سے ایک یہ ہے، کہ وہ مسلمانوں کے مسلّمات کو بُنیاد بنا کر اس سے اپنے بعض عقائد کی صحت کا استدلال کرتے ہیں۔ اِس مسئلہ میں بھی چونکہ مسلمان مسیح کی ولادت بن باپ کو مانتے ہیں، اسلئے عیسائیوں نے مسلمانوں کو قائل کرنے کے لئے خاص طور پر زور لگایا ہے لیکن کلام اور علم کلام کی تاریخ میں بہت کم ایسا ہوا ہے، کہ کسی اصولی عقیدہ کی عمارت اتنی کمزور بُنیادوں پر اُٹھائی گئی ہو۔ مجھے چونکہ اپنا مضمون اِس مختصر فرصت میں پورا کر دینا ہے، جسکی تمام تر وسعتیں ۱۲ منٹ میں سمٹ کر رہ گئی ہیں۔ اسلئے نہایت اختصار سے عرض کرتا ہوں۔

عیسائیوں کے استدلال کی پہلی بُنیاد یہ تھی، کہ معصومیت خاصہ الوہیت ہے۔ اِس بُنیاد کی فلسفیانہ اُلجھنوں کو چھوڑ دیجئے۔ صرف یہ دیکھئے، کہ لوقا باب ایک آیت ۶ میں زکریا اور انکی بیوی کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اللہ تعالیٰ ضرور ایسے بندوں کی دستگیری فرماتا ہے، اور رؤیاء وکشوف کے ذریعہ صداقت کا اظہار اُن پر کر دیتا ہے۔ اسی طرح وہ ایسے لوگوں پر بھی اپنے مامور کی سچائی کو منکشف کر دیتا ہے، جو سچی تڑپ سے اسکی انتظار کر رہے ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآنِ مجید میں فرماتا ہے، کہ ہم اپنے رسولوں کی مدد و نصرت کرتے ہیں۔ اور الٰہی نصرت کی ایک شکل یہ بھی ہے، کہ خوابوں اور کشوف کے ذریعہ انکی تائید و حمایت کے لئے لوگوں کو آمادہ کیا جائے۔ حدیث میں آتا ہے، حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، کہ جب خدا تعالیٰ کسی بندہ سے محبت کرتا ہے، تو اول تمام اہل آسمان کو اس سے محبت کرنے کا حکم دیتا ہے، پھر زمین میں اس کی قبولیت پھیلا دیتا ہے۔ یُوْضَعُ لَہُ الْقُبُوْلُ فِی الْاَرْضِ (بخاری شریف) اس قبولیت کے پھیلانے کا ایک ذریعہ یہ کشوف والہامات بھی ہیں

اِس زمانہ میں بھی اللہ تعالیٰ کا ایک مقبول بندہ لوگوں کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے دنیا کی اصلاح و بہبود کے لئے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود بناکر بھیجا ہے۔ سو ضرور تھا، کہ آپ کے عہد میں بھی وحی والہام کا دروازہ کھولا جاتا، اور آپ کی صداقت کی طرف اِس طریق سے بھی لوگوں کی راہبری کیجاتی، اور خاص طور پر اس لئے بھی کہ موعود کُل ادیان یعنی مسیح موعود کی بعثت کیمتعلق احادیث نبویہ اور بائبل میں ایک یہ مخصوص علامت بیان کی گئی ہے، کہ اُس وقت لوگوں کو کثرت سے نیک خوابیں آئیں گی، اور پاکیزہ رؤیاء دیکھے جائیں گے۔ پھر بہت لوگوں کو خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ کہہ کر اسی راہ پر ڈالا کہ

"اگر اِس عاجز پر شک ہو، اور وہ دعویٰ جو اِس عاجز نے کیا ہے، اس کی صحت کی نسبت دل میں شبہ ہو، تو میں ایک آسان صورت رفعِ شک کی بتلاتا ہوں جس سے ایک طالبِ صادق انشاء اللہ مطمئن ہو سکتا ہے۔ اور وہ یہ ہے، کہ اوّل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

متعلق لکھا ہے :-

"وَے دونوں خدا کے حضور راستباز اور خداوند کے حکموں اور قانون پر بے عَیب چلنے والے تھے"

پس اگر معصومیّت خاصۂ اُلوہیّت ہے، تو اس خدائی میں مسیحؑ اکیلے نہیں رہتے، زکریا بھی گناہ سے پاک تھے، اِس لئے وہ بھی خدا ہوئے۔ اور زکریا کی بیوی بھی گناہ سے پاک تھیں، اسلئے وہ بھی خدا ہوئیں۔ پھر فرشتے گناہ سے آلودہ نہیں ہوتے، اسلئے تمام فرشتے بھی خدا ٹھہرے۔ اصل بات یہ ہے، کہ قدوسیّتِ کبریٰ تو بیشک اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے، لیکن وہ اپنے برگزیدہ انبیاءؑ کی صداقت کو منکشف کرنے کے لئے اُس کا پرتو اُن پر بھی ڈالدیتا ہے۔ یہی سلوک حضرت مسیحؑ سے بھی ہُوا، جس سے عیسائیوں کو دہوکا لگ گیا، اور وہ ظِل کو اصل اور عکس کو عَین ذات سمجھنے لگ گئے۔

حضرت مسیحؑ کے بِن باپ ہونے سے اُن کی اُلوہیّت کے استدلال کی جس طرح پہلی بُنیاد غلط ہے، اسی طرح اس کی اِس دُوسری بُنیاد کی بھی کوئی حقیقت نہیں، کہ آدمؑ نے گناہ کیا، اِس وجہ سے اسکی تمام نسل میں گناہ کا بیج بویا گیا، اور تمام نوعِ انسانی گناہ کی آلودگیوں سے ملوّث ہوگئی۔ لیکن مسیحؑ چونکہ آدم کی صلب سے نہیں تھے، اسلئے وہ گنہگار نہ ہوئے۔ کیونکہ اوّل تو آدمؑ کے گناہ کیوجہ سے اس کی نسل کا گنہگار ٹھہرنا اللہ تعالےٰ کے عدل کے بالکل خلاف ہے۔ کیا آسمانی باپ کا یہی عدل ہے، کہ باپ کے گناہ کرنیسے بیٹا گنہگار سمجھا جاوے؟ حقیقت یہ ہے۔ کہ نسلاً بعد نسلٍ قدرت گناہ کا تو بیشک انتقال ہوتا رہتا ہے، لیکن عیسائیوں نے غلطی سے یہ سمجھ لیا، کہ اصلاً گناہ اور اسکی پاداش بھی منتقل ہوجاتی ہے، جو سراسر خلافِ عقل و انصاف ہے۔

پیدائش باب ۳ آیت ۱ تا ۶ سے معلوم ہوتا ہے، کہ آدمؑ کا وہ گناہ جو بقول عیسائیوں کے موروثی طَور پر اب تک آدمؑ کی نسل میں چلا آتا ہے، اور کوئی بنی آدم اس سے خالی نہیں، اس کا اصل ذمہ وار آدم نہ تھا، بلکہ حوّا تھیں۔ جنہوں نے شیطان کے دہوکے میں آکر آدمؑ کو بہکایا۔ پس گو مسیحؑ کسی مرد کی صُلب سے تو نہ تھے، لیکن اُن کے ایک عورت کے بطن سے ہونے کا انکار تو مسیحیوں کو بھی نہیں ہو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اِس حقیقت کی موجودگی میں مسیح کس طرح پاک ٹھہر سکتے ہیں؟ اور یہ ہمارا ہی استدلال نہیں، بلکہ خود بائیبل کا اعتراف ہے۔ چنانچہ ایوب باب ۲۵ آیت ۴ میں صاف لکھا ہے۔ "وہ جو عورت سے پیدا ہوا ہے، کیونکر پاک ہو سکتا ہے"۔ ایک تالاب میں اگر دو گندے پانی کی نالیاں گر رہی ہوں، اور کوئی شخص اُٹھکر ایک نالی کو بند کر دے، تو کیا اب تالاب گندگی سے پاک ہو جائے گا؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ ابھی تک گندے پانی کی دوسری نالی سے برابر آلائش اِس تالاب میں گر رہی ہے۔ پس گو مسیح کی بن باپ پیدائش سے یہ کہا جائے، کہ مرد کیطرف سے گناہ کا جو ورثہ تھا، مسیح اس سے محفوظ رہے، لیکن مسیح کی بن ماں پیدائش کا تو دعویٰ نہیں۔ پھر کیا وجہ ہے، کہ وہی گناہ کی میراث ماں کی طرف سے آپ کو نہیں ملی۔ پس الوہیت مسیح کے عیسوی عقیدہ کی یہ دُوسری بُنیاد بھی بالکل غلط ہے کہ جو بے باپ ہو وہ بے گناہ بھی ہوتا ہے۔

پادریوں کا تیسرا دعوے یہ تھا، کہ مسیح بن باپ ہیں۔ بیشک اِس دعویٰ میں وہ سچے ہیں۔ اور جیسا کہ مَیں عرض کر چکا ہوں، قرآن مجید میں بھی مسیح کی بن باپ پیدائش کو تسلیم کیا گیا ہے چنانچہ سُورہ مریم کی ان آیات میں جنکی تلاوت مَیں نے مضمون کے شروع میں کی تھی، یہ بیان ہوا ہے، کہ مسیح کی پیدائش مس بشر کے بغیر ہوئی تھی لیکن مسلمانوں کا یہ اعتراف عیسائیوں کے حق میں کچھ بھی مفید نہیں۔ اِس سے اُن کو تب فائدہ ہو سکتا تھا، جبکہ مسلمان اُن کے استدلال کی پہلی دو بُنیادوں کو بھی درست تسلیم کریں۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے، وہ بُنیادیں بالکل بے اصل ہیں۔ پھر وہ کس مُنہ سے کہہ سکتے ہیں کہ مسیح کو محض بن باپ مان لینے سے اُن کی خدائی ثابت ہو جاتی ہے۔ اُن کی خدائی تو تب ثابت ہوتی، جبکہ یہ بھی درست ہوتا کہ (۱) عصمت خاصۂ نبوت نہیں، بلکہ خاصۂ الوہیت ہے۔ مسلمان تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عصمتِ کُبریٰ کا یقین رکھنے کے باوجود صرف آپ کی عبدیت اور رسالت ہی کے آگے سرنگوں ہوتا ہے۔ (۲) یہ کہ گناہ نسلاً بعد نسلٍ منتقل ہوتا رہتا ہے۔ اور ایک آدمؑ کے گناہ نے تمام بنی آدم کے چشمۂ زندگی کو مکدر کر رکھا ہے۔ جب یہ باتیں سرے سے غلط ہیں اور مسلمان اِن کو تسلیم نہیں کرتے، تو پھر مسیح کی محض بن باپ پیدائش سے اُن کی اُلوہیت کیونکر ثابت ہو سکتی ہے؟ مسیح کی بن باپ پیدائش

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے ستون پر اُن کی اُلوہیّت کے بُت کو کھڑا کرنے کے لئے دو اور سہاروں کی ضرورت ہے، جو پادریوں کو کسی طرح میسّر نہیں آتے۔

غرض نہ بِن باپ کی پیدائش کوئی اُلوہی خصوصیت ہے، اور نہ کسی کا بِن باپ ہونا اُس کے خدا ہونیکی دلیل۔ اگر یہ نہیں تو پھر آدمؑ کو بھی خدا مان لینا چاہیئے۔ کیونکہ وہ بھی بِن باپ کے تھے۔ نہ صرف یک تہی اور اکہرا خدا بلکہ اُنہیں تو دوہرا خدا ماننا چاہیئے۔ کیونکہ جہاں اُن کا باپ نہ تھا وہاں ماں بھی نہ تھی۔ چنانچہ خود قرآن مجید میں اِس چیز کو پیش کیا گیا ہے۔ فرمایا اِنَّ مَثَلَ عِيسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ فَقَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝

اِسی طرح ملک صدق سالم کی انسانیت کے ساتھ بھی اُلوہیّت کے اتصال کا اقرار کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اس کے متعلق عبرانیوں کے خط باب ۷ آیت ۲ و ۳ میں لکھا ہے کہ "یہ بے باپ بے ماں اور بے نسبنامہ ہے۔" لیکن عیسائیوں کا یہ عقیدہ نہیں۔ ایک اور حوالہ بھی سُنیئے۔ یسعیاہ باب ۷ آیت ۱۴ میں ایک پیشگوئی کا ذکر ہے، کہ:-

"دیکھو ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا پیدا ہوگا، اور وہ اس کا نام عمنوائیل رکھے گی۔ وہ دہی اور شہد کھائے گا۔"

اور اِس کتاب کے آٹھویں اور نویں باب میں ہے، کہ وہ لڑکا پیدا ہؤا۔ اب کیا عیسائی اِس لڑکے کے سر پر بھی جو مسیحؑ کے آنے سے پہلے پیدا ہؤا، انسانیت کے ساتھ ساتھ اُلوہیّت کا تاج رکھیں گے؟ غرض مسیحؑ کو بِن باپ مان کر یہ لازم نہیں آتا، کہ اُن کی اُلوہیّت کو بھی تسلیم کیا جائے۔ یہ عقل اور نقل دونوں کے خلاف ہے۔

لیکن جب مسیحؑ کی بِن باپ پیدائش سے اُن کی اُلوہیت کا استدلال باطل ہے، تو سوال پیدا ہوتا ہے، کہ پھر مسیحؑ کو بِن باپ پیدا کرنے میں حکمت کیا تھی؟ اور اس کی کیا ضرورت تھی کہ اُس قانونِ پیدائش کو توڑ کر جو ہبوطِ آدمؑ کے بعد سے تمام رُوئے زمین پر جاری و ساری تھا، اور جسکے دائرہ میں حیوانات ہی نہیں نباتات بھی آچکے تھے، پھر قانونِ تکوین کو اختیار کیا گیا؛ سو جاننا چاہیئے، کہ ایک لمبے عرصہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی بدکرداریوں اور بدکاریوں کی وجہ سے بنی اسرائیل نااہل ہو چکے تھے کہ نبوّت کا وہ انعام جو نسلاً بعد نسلٍ ان میں چلا آرہا تھا، جاری رہتا۔ چنانچہ انتہائی مایوسی کے بعد جبکہ بیوی بھی بانجھ تھی اور خود حضرت زکریاؑ بھی بہت بُوڑھے ہو چکے تھے، اور اپنی ساری تمنّاؤں کے باوجود اُنہیں حسرت تھی کہ ہمارے گھر بچہ کیسے پیدا ہوگا، یحیٰؑ پیدا ہوئے۔ گویا اس طرح اللہ تعالےٰ نے بتا دیا، کہ گو بنی اسرائیل اپنی روحانیت کو بالکل ضائع کر بیٹھے اور کھو چکے ہیں، اور اُن کے مَردوں کی صلبوں میں یہ قوت نہیں رہی، کہ ایسے قوی ولے بچّے پیدا کر سکیں، جن میں بارِ نبوّت کو سنبھالنے کی طاقتیں ہوں لیکن پھر بھی انتہائی تضرّع زاری اور دُعا کے ذریعہ ان طاقتوں کو بحال کیا جا سکتا ہے۔ لیکن بنی اسرائیل نے اس الٰہی انتباہ کی طرف کوئی توجہ نہ کی۔ اور اپنی سرکشی، تمرّد، بے راہ روی اور بدکرداری میں بڑھتے ہی چلے گئے۔ آخر اللہ تعالےٰ نے مسیحؑ کو بن باپ کے پیدا کرکے بتا دیا، کہ اب بنی اسرائیل کے مرد اپنی آخری طاقتیں بھی کھو چکے ہیں، اور وہ آئندہ کسی طرح بھی ایسے بچّے نہیں پیدا کر سکتے، جو نبوت ایسے کمالات حاصل کر سکتے ہوں۔ اور انہی معنوں میں حضرت مسیحؑ کو قرآن مجید میں عِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ قرار دیا گیا ہے۔ یعنی بنی اسرائیل کی اِس روحانی قیامت کے لئے مسیحؑ ایک علامت اور نشان ہیں۔ ان کو دیکھ کر معلوم کیا جا سکتا ہے، کہ بنی اسرائیل کا دورِ زندگی ختم ہو چکا ہے۔ اور مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِيَامَتُهٗ کے مطابق وہ روحانی موت سے ہمکنار ہو چکے ہیں۔ اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا۔ کیونکہ نوشتوں میں کہا گیا تھا، کہ امامت و نبوّت کی یہ روحانی دولت ابراہیمؑ کے سارے گھرانے کو منتقل ہوگی، اور ہاجرہؑ کی اولاد بھی اِس سے اسی طرح حصّہ پائے گی جس طرح سارہؑ کی اولاد۔ اب تک بنی اسرائیل پر اسکی ارزانی رہی، اب ان کے بھائیوں بنی اسماعیل کی باری ہے۔ اور اب وہ اس کے مستحق ہیں کہ اپنے باپ ابراہیمؑ کی میراث پائیں۔

اور مسیحؑ کو بن باپ پیدا کرنے سے اِسطرف بھی اشارہ ہے، کہ اب اگر بنی اسرائیل کا کوئی فرد مسیحؑ کی طرح انعامِ نبوّت حاصل کرنا چاہتا ہے، تو اسے چاہیئے کہ اسرائیلی سلسلہ سے اپنے تئیں منقطع کر کے اسماعیلی سلسلہ سے اپنا پیوند جوڑے، اور اسرائیلی فرزند نہیں بلکہ اسماعیلی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فرزند بن جائے۔

ازبسکہ یہ ایک باریک روحانی اور نفسیاتی امر ہے، اور بنی اسرائیل کا ذہنی ارتقاء اتنا بلند نہ تھا، اِس لئے جہاں اس وقت انبیاءؑ کے معجزات میں مادی پہلو غالب ہوتا تھا، اور الہٰی نوشتوں میں مادی تمثیلات میں باتیں کیجاتی تھیں، وہاں اس روحانی انقطاع کے مسئلہ کو بھی مادی انقطاع کے ذریعہ سمجھایا گیا۔ اور بتایا گیا، کہ جس طرح بنی اسرائیل کا کوئی فرد مسیحؑ ایسے صاحبِ کمالات وجود کی جسمانی پیدائش کا موجب نہیں بن سکتا، وہاں اس میں یہ بھی اہلیت نہیں کہ وہ کسی کی مسیحؑ ایسی روحانی پیدائش کا ذریعہ بن سکے۔ کیونکہ افاضۂ روحانیت کا سلسلہ بنی اسماعیل کی طرف منتقل کر دیا گیا ہے۔ اب اگر کسی کو فیضِ نبوت مل سکتا ہے، تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اسماعیلی فرزندی میں آکر یہی وجہ ہے، کہ اِس زمانہ کے مامور حضرت مسیح موعود علیہ السلام باوجود نسلاً اسرائیلی ہونے کے نبوت کا مقام اُس وقت حاصل کر سکے، جب آپؑ نے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانی فرزندی میں آکر اپنا پیوند اسماعیلؑ سے جوڑ لیا، اور اسماعیلی گھرانے کی نئی روحانی زندگی پاکر مجمع البحرین ہو گئے۔ اِس موضوع کے ابھی بہت سے گوشے تشنۂ تفسیر ہیں، لیکن وقت زیادہ گذر رہا ہے۔ اِس لئے آخر میں نہایت اختصار سے یہ کہکر آپ سے رخصت ہوتا ہوں کہ نہ یہ درست ہے، کہ معصومیت دلیلِ الوہیت ہے۔ نہ یہ ٹھیک ہے، کہ ہر شخص کی پیدائش کا چشمہ آدمؑ کے گناہ کیوجہ سے مکدّر ہے، نہ اسمیں کوئی صداقت ہے، کہ بے باپ بے گناہ ہوتا ہے، اور نہ مسیحؑ کی بن باپ پیدائش میں یہ حکمت تھی، کہ ایک کھاتے پیتے انسان کو اِس ذریعہ سے خدا بنا دیا جائے، اور ناسوت لاہوت سے پیوند پکڑ لے۔ بلکہ اسکی غرض بنی اسرائیل کو یہ بتانا تھی، کہ آئندہ سے بنی اسرائیل سے انعامِ نبوّت منتقل کر کے بنی اسماعیل کو عطا کیا جا رہا ہے حضرت یحیٰؑ کی غیر معمولی پیدائش سے بنی اسرائیل نے نصیحت حاصل نہ کی، اور اپنی بے راہ رویوں میں بڑھتے چلے گئے۔ اب مسیحؑ کی اس سے بڑھکر غیر معمولی پیدائش کے ذریعہ اُن کی موت کا نقارہ بج گیا ہے۔ اور قانونِ تخلیق کو توڑ کر قانونِ تکوین اسلئے اختیار کیا گیا ہے، کہ یہ عظیم الشان مادی تفسیر ایک عظیم الشان روحانی تغیر پر دلیل ہو ‪٭‬

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مولوی ثناء اللہ صاحب سے آخری بات

ہمیں صاف لفظوں میں اعتراف کرنا چاہیئے، کہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو اپنے دام افتادوں اور "اہلحدیث" کے قارئین کو دھوکہ میں رکھنے میں خوب مہارت ہے۔ آخر چالیس سالہ اخبار نویسی سے اگر یہ فن بھی نہ آیا، تو اتنا عرصہ بھاڑ جھونکنے سے کیا حاصل کیا؟

مولوی صاحب نے ہمیں حضرت مسیح موعودؑ کے قابل مصنف ہونے پر مناظرہ کا چیلنج دیا تھا۔ ہم نے آپ کے اس چیلنج کو منظور کرتے ہوئے یہ تجویز پیش کی، کہ مناظرہ تحریری ہو یعنی آپ اپنا پرچہ "اہلحدیث" میں چھاپ دیا کریں، اور ہم "ریویو" یا "الفضل" میں۔ مگر مولوی صاحب بعض وجوہ کی بناء پر جنہیں ہم اور وہ خوب جانتے ہیں، اس تجویز کے مطابق تحریری مناظرہ سے پہلوتہی کر رہے ہیں۔ "ریویو" کے گذشتہ پرچہ میں ہم نے یہ لکھا تھا، کہ:-

"مولوی ثناء اللہ صاحب تحریری مناظرہ کی طرف نہیں آتے۔"

ہمارا یہ فقرہ درج کر کے مولوی ثناء اللہ صاحب "اہلحدیث" مؤرخہ ۸ر دسمبر میں اپنے قارئین کی آنکھوں میں دُھول ڈالنے کی کوشش کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:-

"اس غلط فقرہ کو اس پرچہ (یعنی ریویو) میں بار بار دُہرایا گیا ہے۔"

مولوی صاحب نے ہمارے فقرہ کو غلط قرار دیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ تو ہماری تجویز کے مطابق تحریری مناظرہ کیلئے تیار ہیں، مگر ہم خواہ مخواہ غلط طور پر آپ کی طرف تحریری مناظرہ سے فرار منسوب کر رہے ہیں۔

پس ہم اس بحث کو اب طُول نہیں دیتے۔ اور مولوی صاحب سے درخواست کرتے ہیں، کہ اگر آپ فی الواقع ہماری تجویز کے مطابق تحریری مناظرہ سے فرار نہیں کر رہے، تو پھر دیر کس بات کی ہے؟ آئیے اور اپنا دعویٰ مع دلائل "اہلحدیث" میں پیش کیجئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہمارا فقرہ تو اسی صورت میں غلط ہو سکتا ہے، جب آپ ہماری تجویز کے مطابق تحریری مباحثہ کیلئے تیار ہوں لیکن اگر آپ اس کیلئے تیار نہیں ہیں، تو پھر ہمارا فقرہ بالکل صحیح اور درست ہے۔ اب دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ یا تو جیسا کہ ہم نے تجویز پیش کی ہے، آپ تحریری مباحثہ شروع کریں۔ اور یا پھر یہ مان لیں کہ آپ نے ہمارے صحیح فقرہ کو غلط قرار دیکر "اہلحدیث" کے قارئین کو دھوکہ میں رکھنے کی کوشش کی ہے۔

باقی رہا پادری عبد اللہ آتھم والا مناظرہ۔ تو اس کا ذکر آپ جان بچانے کیلئے محض بہانہ کے طور پر کرتے ہیں۔ یہ طریقِ مناظرہ آپ جیسوں سے بحث کا موزون نہیں ہے۔ پادری عبد اللہ آتھم آپ سے زیادہ سنجیدہ اور معقول آدمی تھا۔ اس لئے اس سے جس طریق پر مناظرہ کیا گیا، ضروری نہیں، کہ آپ سے بھی اسی طریق پر مناظرہ کیا جائے۔ ہم اس تقابل کو پسند نہیں کرتے تھے۔ مگر چونکہ آپنے بار بار اس کا ذکر طعن آمیز طریق میں کیا ہے، اسلئے مجبوراً ہم نے یہ الفاظ لکھے ہیں۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اب ایک اور شرط بڑہائی ہے۔ آپ لکھتے ہیں:۔

"جماعت احمدیہ میں سے جو فریق مناظرہ کرنا پسند کرے اس کا سرگروہ پیش ہونا چاہئے۔"

ناظرین کو علم ہے، کہ مناظرہ کی اس گفتگو کی ابتداء یوں ہوئی تھی، کہ ہمنے مولوی صاحب کی ایک کتاب پر "ریویو" میں تبصرہ کیا تھا۔ اور اسکی بعض خامیوں کیطرف اشارہ کیا تھا جس سے چڑکر آپنے انتقامی جذبہ کے ماتحت یہ لکھا، کہ مرزا صاحب بھی کوئی قابل مصنف نہ تھے۔ اور اگر چاہو تو میں اس موضوع پر مناظرہ کرنے کیلئے تیار ہوں۔ اور اس چیلنج میں سب "قادیانی ممبروں" کو مخاطب کیا۔ اب سوال یہ ہے کہ جب آپکی گفتگو ہمسے ہو رہی تھی، اور اسی گفتگو کے دوران میں آپنے یہ چیلنج دیا تھا، تو اب اس نئی شرط کے کیا معنے؟ کیا اسکی یہ وجہ نہیں کہ اب آپ ایسی شرطیں زائد کرکے مناظرہ سے فرار کا بہانہ تلاش کر رہے ہیں؟ مگر اسکے باوجود آپکی دیدہ دلیری قابلِ داد ہے کہ آپ "اہلحدیث" میں اپنے تازہ مضمون کا عنوان ہی یہ رکھتے ہیں، "مباحثہ سے فرار کس کیطرف سے ہے"؟ اور پھر اپنے دام افتادوں کو اندھیرے میں رکھنے کیلئے فرار کی ذمہ داری ہم پر ڈالتے ہیں۔ خیر یہ تو آپکی پرانی شاطرانہ چالیں ہیں، ہم کہانتک انہیں بیان کریں مناظرہ کے سلسلہ میں اب ہم آخری بات آپ سے یہ کہتے ہیں کہ جیسا کہ آپنے اپنے تازہ مضمون میں ثابت کرنیکی کوشش کی ہے، اگر ہمنے آپکی طرف یہ بات غلط منسوب کی ہے کہ آپ ہماری تجویز کے مطابق تحریری مباحثہ سے فرار کر رہے ہیں، تو آپ اپنے عمل سے اسے غلط ثابت کرکے دکھائیں یعنی مناظرہ شروع کرتے ہوئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیّتیں

نوٹ :- وصایا منظوری سے پہلے اس لئے شائع کیجاتی ہیں کہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر کو اطلاع دے۔

نمبر ۶۳۰۹۔ منکہ سردار بیگم زوجہ بازخانصاحب قوم جب عمر ۷۰ سال تاریخ بیعت دسمبر ۱۹۲۶ء ساکن نورنگ ڈاکخانہ آڑہ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱/۴۲/۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اسوقت کوئی جائداد نہیں۔ مجھ کو مبلغ ۷۰ روپے اپنے خاوند کیطرف سے بطور عطیہ ملے ہیں جو میرے پاس اِسوقت موجود ہیں۔ اس کے ۱/۵ حصہ کی وصیت یکمشت یا بذریعہ قسط مبلغ ۱۴ روپے خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان داخل کرکے رسید حاصل کرونگی۔ اس کے سوا مجھے اپنے پسر عزیز ڈاکٹر محمد خان صاحب کیطرف سے بھی مبلغ ۵ روپے ماہوار ملتے ہیں۔ اس کے ۱/۵ حصہ کی بھی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اور یکم نومبر ۱۹۴۲ء سے ایک روپیہ ماہوار کے حساب سے ماہ بماہ ادا کرکے رسید حاصل کرتی رہونگی۔ جو حق مہر میرے خاوند کے ذمہ تھا اسکو عرصہ ہؤا کہ میں وصول کرکے خرچ کرچکی ہوں۔ نیز میری وفات پر جو جائداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو اس کے ۱/۵ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد۔ سردار بیگم۔ گواہ شد۔ بازخان سکنہ نورنگ خاوند موصیہ۔ گواہ شد۔ مہرالدین امیر جماعت احمدیہ تہال۔

نمبر ۶۳۱۰۔ منکہ محمود الحسن ولد ڈاکٹر لعل محمد صاحب قوم ہندوستانی پیشہ ملازمت سرکاری عمر ۴۴ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۹ء ساکن حال ٹنڈی دیم قصبہ ڈاکخانہ خاص ضلع جنوبی ارکاٹ صوبہ مدراس بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱/۴۲/۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ فی الحال میری کوئی غیر منقولہ جائداد نہیں ہے۔ میری موجودہ جائداد صرف منقولہ ہے۔ اور اس متاع قلیل کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ (۱) نقد مبلغ ۶ ہزار روپیہ۔ (۲) اثاثۃ البیت یعنی کپڑے فرنیچر وغیرہ تخمیناً ایک ہزار روپیہ۔ (۳) موٹر کار استعمال شدہ قیمتی قریباً ۲ ہزار ۵ سو روپے کل ۹۵۰۰ روپے کہ جن کا نصف ۴۷۵۰ روپے ہوتا ہے۔ اس مذکورہ بالا جائداد کے ۱/۴ حصہ کی (یعنی قیمتی ۲ ہزار ۲ سو روپے) میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کے حق میں وصیت کرتا ہوں۔ میں کوشش کروں گا کہ حتی المقدور اسے بہت جلد بصورت نقد ادا کردوں۔ لیکن اگر میں ایسا نہ کرسکا، تو صدر انجمن احمدیہ قادیان مجاز ہوگی، کہ میری متروکہ سے اِس حصہ جائداد کو وصول کرلے۔ ماسوا اس کے اگر میری وفات کے وقت مذکورہ بالا جائداد کے علاوہ میری اَور کوئی جائداد ثابت ہو۔ تو اُس جائداد کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک تہائی حصہ وصول کرلینے کا حق صدر انجمن احمدیہ قادیان کو حاصل ہوگا۔ علاوہ اس کے مجھے سرکار انگریزی کی طرف سے ماہ بماہ تنخواہ ملتی ہے۔ اور یہ میری مستقل آمدنی کی صورت ہے۔ مَیں یہ بھی وصیت کرتا ہوں، کہ ہر ماہ اپنی ماہوار آمدنی کا دسواں حصہ صدر انجمن احمدیہ کے خزانہ میں ادا کرتا رہوں گا۔ اور تا قیدِ حیات اس کا پابند رہوں گا۔ العبد۔ محمود الحسن بقلم خود منڈی ڈیم۔ گواہ شد۔ محمد عبد اللہ بادشاہ۔ گواہ شد۔ سید احمد تاجر۔

نمبر ۶۳۱۳۔ منکہ امۃ الغنی زوجہ مولوی محمد الدین صاحب قوم شیخ عمر ۲۱ سال پیدائشی احمدی ساکن انبالہ شہر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵/۱۱/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد اس وقت مندرجہ ذیل ہے۔ نقیسیاں طلائی وزن اندازاً ۲ تولہ قیمت ۱۳۵ روپے۔ پن طلائی ۹ ماشہ قیمت ۳۵ روپے۔ کانٹے طلائی ۵ ماشہ قیمت ۲۰ روپے۔ انگوٹھی طلائی ۵ ماشہ قیمت ۲۰ روپے۔ چھیاں نقرئی قیمت ۱۰ روپے۔ کل میزان ۲۲۰ روپے۔ حق مہر ۳۰۰ روپے جو کہ ابھی میرے خاوند کے ذمہ واجب الادا ہے۔ اس کے علاوہ میری کوئی منقولہ یا غیر منقولہ جائداد نہیں۔ میں اپنی کل جائداد ۵۲۰ روپے کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اور یہ بھی اقرار کرتی ہوں، کہ میرے مرنے کے بعد جسقدر اَور جائداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ مَیں کوشش کرونگی، کہ اپنی وصیت کا حصہ اپنی زندگی میں ہی ادا کر دوں۔ اگر خدانخواستہ میں ادا نہ کرسکوں، تو میرے ورثاء یا جائداد سے وصول کیا جائے۔ اِسوقت مجھے بطور الاؤنس اخراجات کے لئے ۱۰ روپیہ ماہوار ملتے ہیں۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ الأمۃ۔ امۃ الغنی بقلم خود۔ گواہ شد۔ عطا محمد محرر صدر انجمن احمدیہ قادیان۔ گواہ شد۔ محمد الدین خاوند موصیہ۔

نمبر ۶۳۱۶۔ منکہ نواب بی بی زوجہ چوہدری حکم دین صاحب قوم جٹ عمر ۶۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۸ء ساکن دیال گڑھ براستہ دھاریوال ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۸/۱۱/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اِس وقت میری حسب ذیل جائداد ہے چاندی کا زیور جس کی تفصیل یہ ہے۔ ہنسلی ۲۰ تولہ۔ گوکھڑو ۱۲ تولہ۔ بند ۱۰ تولہ۔ (ڈنڈیاں ۴ تولہ) سوائے ڈنڈیوں کے۔ جو بریکٹ میں ظاہر کی گئی ہیں، باقی سب زیور فروخت کرچکی ہوں۔ اس زیور کی کل قیمت بمع ڈنڈیاں مبلغ ۷۰ روپے بنتی ہے۔ نیز میرا مہر ۳۲ روپے بھی وصول ہوچکا ہے۔ زیور کی قیمت اور مہر کل مبلغ ۱۰۲ روپے کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

توبہ نصوح کرکے رات کیوقت دو رکعت نماز پڑھیں، جس کی پہلی رکعت میں سورۃ یاسین اور دوسری رکعت میں اکیس ۲۱ مرتبہ سورہ اخلاص ہو، اور پھر بعد اس کے تین سو مرتبہ درود شریف اور تین سو مرتبہ استغفار پڑھ کر خدا تعالیٰ سے یہ دعا کریں۔ کہ اے قادر کریم! تو پوشیدہ حالات کو جانتا ہے، اور ہم نہیں جانتے۔ اور مقبول اور مردُود اور مُفتری اور صادق تیری نظر سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ پس ہم عاجزی سے تیری جناب میں التجا کرتے ہیں، کہ اس شخص کا تیرے نزدیک کہ جو مسیح موعود اور مہدی اور مجدد الوقت ہونے کا دعوی کرتا ہے، کیا حال ہے؟ کیا صادق ہے یا کاذب، اور مقبول ہے یا مردُود؟ اپنے فضل سے یہ حال رُویا یا کشف یا الہام سے ہم پر ظاہر فرما۔ تا اگر مردود ہے، تو اِس کے قبول کرنے سے ہم گمراہ نہ ہوں اور اگر مقبول ہے، اور تیری طرف سے ہے، تو اس کے انکار اور اس کی اہانت سے ہم ہلاک نہ ہو جائیں۔ ہمیں ہر ایک قسم کے فتنے سے بچا۔ اور ہر ایک قوت تجھی کو ہی۔ آمین!

یہ استخارہ کم سے کم دو ہفتے کریں، لیکن اپنے نفس سے خالی ہو کر۔ کیونکہ جو شخص پہلے ہی بُغض سے بھرا ہُوا ہے، اور بدظنی اس پر غالب آگئی ہے۔ اگر وہ خواب میں اُس شخص کا حال دریافت کرنا چاہے، جس کو وہ بہت ہی بُرا جانتا ہے۔ تو شیطان آتا ہے، اور موافق اُس ظلمت کے جو اُس کے دل میں ہے، اَور پُرظلمت خیالات اپنی طرف سے اُس کے دل میں ڈال دیتا ہے۔ پس اس کا پچھلا حال پہلے سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔ سو اگر تُو خدا تعالیٰ سے کوئی خبر دریافت کرنا چاہے، تو اپنے سینہ کو بکُلّی بُغض و عناد سے دھو ڈال، اور اپنے تئیں بکُلّی خالی النفس کر کے اور دونوں پہلوؤں بُغض اور محبت سے الگ ہو کر اُس سے برکت کی روشنی مانگ، کہ وہ ضرور اپنے وعدہ کے موافق اپنی طرف سے روشنی نازل کرے گا، جس پر نفسانی اوہام کا کوئی دُخان نہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوگا۔ سو اے حق کے طالبو! اِن مولویوں کی باتوں سے فتنہ میں مت پڑو۔ اٹھو اور کچھ مجاہدہ کر کے اُس قوی اور قدیر اور علیم اور ہادیٔ مطلق سے مدد چاہو۔ اور دیکھو کہ اب مَیں نے یہ روحانی تبلیغ بھی کر دی ہے۔ آئندہ تمہیں اختیار ہے۔" (نشانِ آسمانی ۳۴)

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں، کہ آپکو قبول کرنے والوں میں سے ایک معتدبہ حصہ اُن اصحاب کا ہے، جنہیں خواب و الہام کے ذریعہ اِس سلسلہ کی طرف رہنمائی ہوئی۔ اور اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کا یہ الہام پورا ہؤا، جو خدا تعالیٰ نے آپکو مخاطب کر کے فرمایا تھا، کہ یَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُوْحِيْ اِلَيْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ۔ یعنی تیری مدد وہ لوگ کریں گے، جن کے دل میں آسمان سے ہم وحی نازل کریں گے۔

ایسے خواب، رؤیا، کشوف اور الہام پورے طور پر ضبطِ تحریر میں نہیں آسکے، ورنہ انکی تعداد لاکھوں تک پہنچتی۔ اِس ضمن میں سب سے پہلے خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی بعض کتب میں ایسی خوابوں وغیرہ کا تذکرہ فرمایا ہے۔ اور لکھا ہے، کہ

"شاید دس ہزار کے قریب یا اس سے زیادہ لوگوں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، اور آپؐ نے میری تصدیق فرمائی۔" (تذکرۃ الشہادتین ۳۴)

آپ کے بعد متفرق اصحاب نے اپنے اپنے طور پر اس چیز کی اشاعت کی، اور سلسلہ کے مرکزی اخبارات میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے متعلق رؤیا و کشوف کی اشاعت گاہے ماہے ہوتی رہی ہے، لیکن ایک مستقل مجموعہ کی شکل میں سب سے پہلے مکرمی مولوی عبدالرحمٰن صاحب مبشرؔ نے اسے دسمبر ۱۹۳۹ء میں شائع کیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کا اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ ہم محترم برادرم ملک فضل حسین صاحب مہاجر کے ممنون ہیں، کہ انھوں نے بعض دوستوں کے کشوف والہامات اور رؤیا اشاعت کے لئے ہمیں بھجوائے ہیں۔ یہ مجموعہ نظارت تالیف و تصنیف کے زیرِ اہتمام مرتب کیا گیا ہے۔ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

منشاء کے مطابق حق کے طالبوں کے لئے اس کے ایک حصہ کو شائع کر رہے ہیں، جیسا کہ حضور نے نشانِ آسمانی کے صفحہ ۲۷ میں فرمایا ہے:-

"جب ایک معقول اندازہ ان خوابوں اور الہاموں کا ہو جائے، تو انکو ایک رسالہ مستقلہ کی صورت میں طبع کر کے شائع کیا جائے۔"

پھر دوسری جگہ ان تحریروں کے متعلق جو کشوف ورؤیاء سے تعلق رکھتی ہیں۔ فرماتے ہیں:-

"ایسی تحریریں ایک جگہ جمع ہوتی چاہئیں، پھر حق کے طالبوں کے لئے شائع کی جائیں۔ اس تجویز سے انشاء اللہ بندگان خدا کو فائدہ ہوگا۔"

گویہ سلسلہ ان خوابوں، کشفوں اور الہاموں کا ہے، جو لوگ اب تک دیکھ چکے ہیں۔ لیکن یہ دروازہ اب بھی کھلا ہے، اور ہمیں یقین ہے، کہ اگر اب بھی وہ لوگ جو سلسلہ احمدیہ سے تعلق نہیں رکھتے، خالی بالطبع ہو کر صدق نیت اور صفائی قلب کے ساتھ حضور کے اس بیان فرمودہ طریق سے جو اوپر مذکور ہو چکا ہے، اللہ تعالیٰ کے آستانہ پر جھکیں گے، تو ضرور وہ خدا جو اپنے بندوں پر سب سے زیادہ شفیق ہے، انکی دستگیری کرے گا، اور اس وراء الوریٰ عالم کے وہ عجائبات دکھائے گا، جن سے وہ ابتک ناآشنا اور تہی دامن ہیں۔

یہ خواب اور کشف بین اصحاب جن کے خواب اور کشوف ہم ذیل میں درج کر رہے ہیں، مختلف دیار و امصار کے رہنے والے اور اپنے اپنے حلقہ میں نیک، متقی اور پرہیزگار مشہور ہیں۔ اور انہوں نے اپنے خواب اور کشوف مؤکد بعذاب حلفیہ بیان کے ساتھ لکھائے ہیں۔ اس لئے انکی صداقت پر کسی قسم کا شبہ نہیں ہو سکتا، ان میں سے بعض اپنا خواب یا کشف دیکھنے سے قبل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام سے بھی اچھی طرح واقف نہ تھے۔ اور بعض تیک تبتی سے حضور کی مخالفت کرنے والوں میں سے تھے۔ اس لئے ان خوابوں کو حدیث النفس نہیں کہا جا سکتا۔ پس ماننا پڑتا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے، کہ یہ خواب اور کشوف حق اور صداقت پر مبنی ہیں۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّاُولِی الْاَلْبَابِ۔

ایڈیٹر

بیان جناب ملک صاحب خانصاحب نون ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر

ساکن ضلع سرگودھا

میرے والد بزرگوار اور میرے نانا بزرگوار ہر دو مسلّم بہادر تھے۔ اور مَیں ایک فوجی خاندان کا فرد ہوں۔ قدرتی طور پر مجھے فوجی نمائش کا بہت شوق تھا، اور جب کبھی مَیں بڑے بڑے انگریز جرنیلوں کے سر پر کلغی والی ٹوپیاں دیکھتا، تو حسرت ہوتی، کہ ہمیں یہ مرتبہ کہاں نصیب ہو۔ بچپن سے یہ ذہن نشین تھا، کہ حضرت امام مہدی آویں گے، تو ساری دنیا کو مسخّر کریں گے، اور پھر مسلمانوں کی سلطنت ہر طرف ہوگی۔ مجھے خیال آتا تھا کہ وہ وردی اور کلغی میسّر نہیں آسکتی، جب تک مسلمانوں کی سلطنت نہ ہو۔ اور سلطنت صرف امام مہدی کے آنے پر حاصل ہو سکتی ہے۔ ادھر مذہب کیطرف میرا میلان طبیعت تھا۔ راتوں کو چھُپ چھُپ کر مسجدوں میں جاکر دعائیں مانگتا تھا کہ اے اللہ! امام مہدی کو لا۔ کیونکہ اُس کے آنے کا وقت قریب ہے، تاکہ ہم بھی فوجی جوہر دکھا سکیں، اور اپنی بہادری کا سکّہ بٹھائیں۔

مَیں کسی حد تک مذہبی دیوانہ تھا۔ جب حضرت مسیح موعودؑ نے دعوٰی کیا، تو مَیں ان کا سخت مخالف تھا۔ اِسقدر کہ نام لینا یا سننا بھی پسند نہ کرتا تھا۔ اور طبیعت اس قسم کی جوشیلی تھی، کہ بیان سے باہر۔ مَیں مذکورہ بالا مدعا کے لئے متواتر دعاؤں میں لگا رہتا تھا، اور خاص کر تہجد متواتر پڑھا کرتا تھا۔ آخر اللہ تعالٰے نے میری سُن لی۔

مَیں ۱۹۱۱ء میں بطور ای۔ اے۔ سی بمقام سیالکوٹ اول اول متعین ہوا۔ مرحوم و مغفور میر حامد شاہ صاحب سے جو احمدی تھے، بوجہ بندوبست تعلق تھا۔ مگر انہوں نے بھی میری طبیعت کو دیکھ کر کبھی احمدیت کا ذکر نہیں کیا تھا۔ ایک رات ۱۹۱۲ء میں جب مَیں تہجد پڑھ کر سو گیا، تو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مَیں نے دیکھا، کہ "حبیبُ اللہ" کی آمد آمد ہے۔ مَیں اسکو شاہِ کابل خیال کرتا ہوں، اور دل میں کہتا ہوں کہ پہلے بھی جب وہ ہندوستان میں آیا تھا، تو اس کو نہ دیکھا تھا، اب ضرور دیکھوں گا۔ ایک بہت بڑا ریلوے سٹیشن ہے، جس پر کئی ایک ٹکٹ گھر۔ بوجہ ہجوم کے بنے ہوئے ہیں، گاڑی ملازم ہجوم کو آگے آنے سے روک رہے ہیں، مَیں بھی ان میں سے ہوں۔ مگر مَیں زور کر کے ایک طرف سے پلیٹ فارم پر پہنچ گیا۔ سامنے ریل کی سڑکیں ہیں، اور پلیٹ فارم سے نزدیک فاصلہ پر ایک عظیم الشان انجن ہے، جس پر دربار لگا ہوا ہے۔ اس انجن کے جانبِ غرب ایک دیگر چھوٹا انجن گول چکر لگا کر سڑکوں پر چل رہا ہے، اور اس قسم کی مست کرنیوالی آواز آرہی ہے، جو دنیا کی ہر ایک دل کش آواز سے بالاتر ہے۔ اور کہا جاتا ہے، کہ حبیب اللہ ہمارے واسطے یہ باجہ لایا ہے۔ گول چکر والی لوہے کی سڑک پر جس پر وہ انجن چل رہا ہے، گول گول نشان ہیں۔ جیسا کہ ہاتھ والے باجہ میں ہوتے ہیں، کہ ان پر ہاتھ رکھا یعنی انگلیوں سے دبایا، تو آواز یعنی سُر نکلتی ہے۔ اس آواز سے مست ہو کر مَیں پلیٹ فارم سے نیچے گر پڑا۔ پگڑی میرے ہاتھ میں رہی۔ آواز کی دلکشی بیان سے باہر تھی۔ ساتھ ہی مَیں دل میں کہتا تھا، کہ پہلی مرتبہ جب حبیب اللہ آیا، تو میں نے نہیں دیکھا، اب اچھی طرح غور سے دیکھ لوں۔ چنانچہ مَیں نہایت ہی غور سے باربار دیکھتا ہوں۔ حبیب اللہ کے سامنے، جو کہ ایک بہت ہی بڑا تکیہ لگائے ہوئے ہیں، اور اس عظیم الشان انجن پر ہیں، ایک شخص نہایت زرق برق وردی میں ملبوس کھڑا شہادت کی دونوں انگلیاں کانوں میں ڈالے بڑے زور سے "اللہ اکبر" کہہ رہا ہے۔ یہ حبیب اللہ سے صرف دو قدم کے فاصلہ پر ہوگا۔ بائیں جانب چار درباری بیٹھے ہیں، جن کو مَیں نے بخوبی دیکھا۔ اور پھر انکے پیچھے تو بہت ہی درباری ہیں، اذان کہنے والے صاحب یعنی اللہ اکبر کہنے والے صاحب کی وردی کوٹ پتلون اور پیٹی ہے۔ وردی بے حد خوبصورت ہے۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ رات گذرنے پر مَیں علی الصبح شہر سیالکوٹ میں میر حامد شاہ صاحب کے مکان پر پہنچا۔ مَیں باہر چھاؤنی سیالکوٹ میں بڑے گرجہ کے متصل کوٹھی میں رہتا تھا۔ ان سے یہ سارا حال ذکر کیا۔ انھوں نے فرمایا۔ تکیہ لگانے والے حضرت مرزا صاحب؏

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ستّر کتابیں!

صرف ۲۵ پچیس روپے میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ستر کتابیں جو رسالہ ریویو کے سائز پر قریباً چھ ہزار صفحوں کی ہیں۔ صرف پچیس روپے میں فروخت ہو رہی ہیں۔ پہلے یہ کتابیں تیس روپے میں فروخت ہوتی تھیں۔ مگر اب پہلے سٹاک میں سے بعض ختم ہو گئی ہیں۔ اس لئے قیمت پچیس روپے کر دی گئی ہے۔ بعض کتابوں کے نام یہ ہیں:۔

براہین احمدیہ مکمل
سُرمہ چشم آریہ
آئینہ کمالاتِ اسلام
شہادۃ القرآن
نور القرآن
چشمۂ معرفت
مسیح ہندوستان میں
تریاق القلوب
تحفہ گولڑویہ
اربعین ہر چہار حصّہ
نسیم دعوت
تذکرۃ الشہادتین
حقیقۃ الوحی
لجّۃ النّور

یہ سب کتابیں بالکل نئی ہیں۔ آرڈر کے ہمراہ دو روپے ارسال فرمائیں۔

مینیجر رسالہ ریویو۔ اُردو۔ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اصلی جہاز مارکہ کپڑے

پائیدار۔
پختہ رنگ۔
عمدہ کوالٹی۔
قیمت میں
ارزاں۔

ہمیشہ استعمال کریں!

کاٹن کریپ (رنگین وسفید) لٹھا سفید۔ پاپلین (رنگین وسفید)
خاکی زین۔ ٹول۔ پگڑی کلاتھ۔ سفید زین و ٹول۔ مکھن زین۔
نیلی زین۔ کوری زین۔ دسوتی (رنگین وسفید) پردا کلاتھ۔
شیٹنگ کلاتھ۔ ٹیبل کلاتھ۔ نیپکن۔ تولیئے۔ جھاڑن وغیرہ۔

باوا پردمن سنگھ اینڈ سنز امرتسر ۔ برانچیں:۔ بمبئی۔ کلکتہ۔ دہلی۔ لاہور۔ کوئٹہ